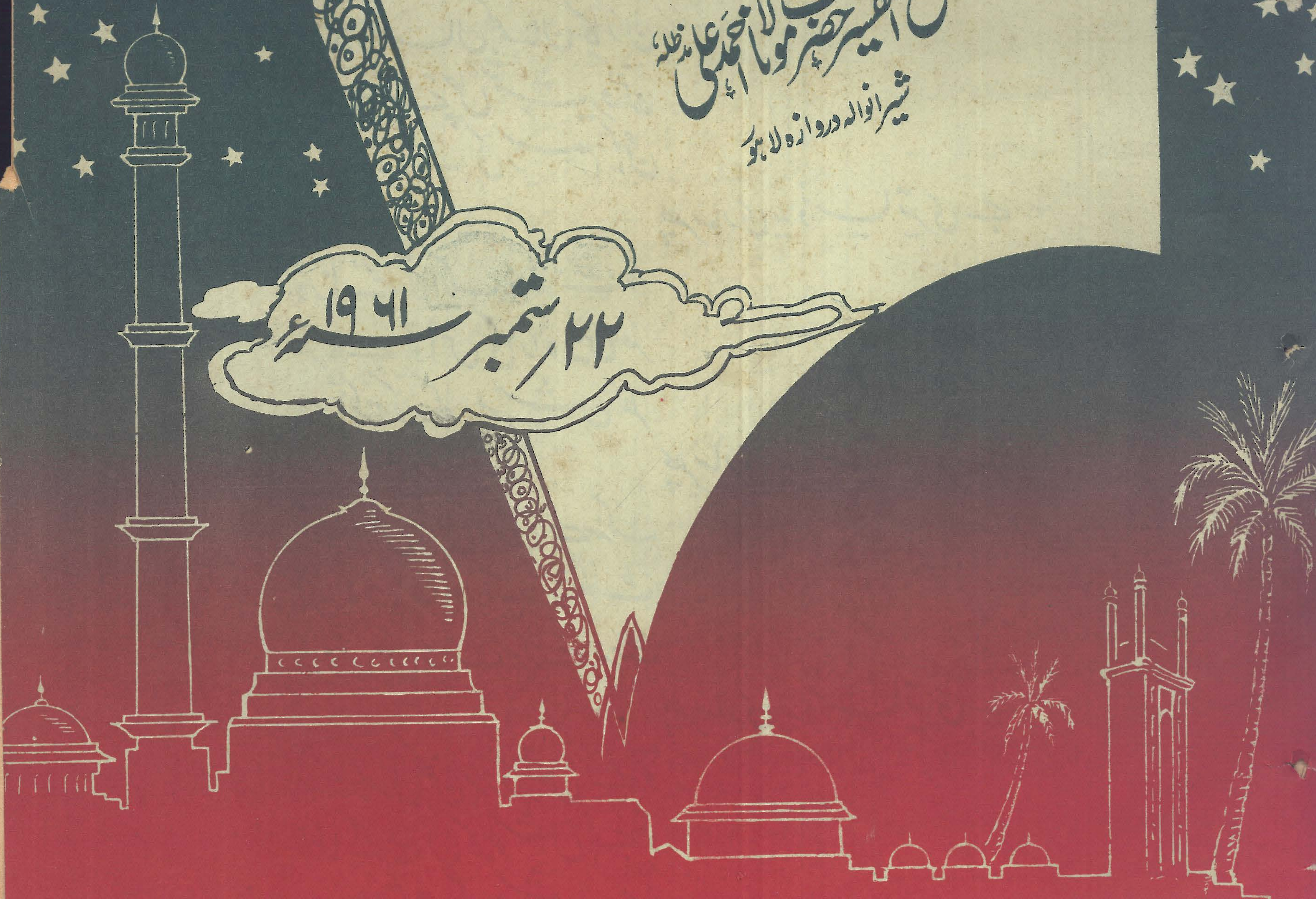
ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور



۲۵ پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

جبریئلی ترانہ

مولانا ظفر علی خاں مرحوم

اِحسان کا ہنڈا ہاتھ میں لے
ایمان کا جھنڈا ہاتھ میں لے
اِسلام کا ڈنڈا ہاتھ میں لے
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے

ہنڈے کو حریمِ جاں میں جلا
جھنڈے کو کلیساؤں پہ اُڑا
ڈنڈے کو بُتوں کے سر پہ گھما
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے

پڑتا ہو جہاں گھمسان کا رَن
باندھے ہوئے چل شمشیر و کفن
کر زندہ عرب کی رسمِ کہن
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے

ڈرنا ہے تو ایک اللہ سے ڈر
مرنا ہے تو اُس کی راہ میں مر
اس نکتہ کو رکھ لے پیشِ نظر
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے

غیروں میں نہ مِل اپنوں سے نہ کٹ
اُن کو نہ بڑھا اور آپ نہ گھٹ
فِرقوں میں نہ بٹ مرکز سے نہ ہٹ
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے

مت بھول کفن بر دوش ہے تُو
بطحا کے جنوں کا جوش ہے تُو
اس جوش میں گر مدہوش ہے تُو
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد [illegible] ۱۱ر ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۲ر ستمبر ۱۹۶۱ء شمارہ ۲۱

محکمہ تعلیمات اور محکمہ جیل خانجات کا منظور شدہ

اس شمارے میں

فون ۶۶۵۴۵

ضروری گزارش

۱۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری (رجسٹ نمبر) کا حوالہ ضرور دیں
۲۔ منی آڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ خوشخط اور مکمل لکھیں
۳۔ سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے۔ آپ کے رسالہ پر اگر سرخ نشان ہو۔ تو اپنا چندہ جلد روانہ کریں۔
۴۔ منی آڈر اور جملہ خط و کتابت مینجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے نام کریں

شرح چندہ۔ سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے سہ ماہی۔ تین روپے فی پرچہ ۲۵ پیسے

اداریہ

زنا کا ترقی پذیر کاروبار

لاہور میں سماجی برائیوں کے انسداد کی مجلس مذاکرہ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ صرف لاہور میں ایک ہزار سے زیادہ عورتیں پرائیویٹ طور پر زنا کا کاروبار کرتی ہیں۔ سرکاری منظور شدہ طوائفوں کی تعداد لاہور میں دو سو تئیس (۲۲۳) ہے اور کل مغربی پاکستان میں لائسنس یافتہ عصمت فروش عورتوں کی تعداد دو ہزار ایک سو اٹھائیس (۲۱۲۸) ہے۔ اس میں سب سے پہلا نمبر حیدر آباد سندھ کا ہے۔ یہ اعداد و شمار ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے بیان کردہ ہیں اس بیان میں انہوں نے یہ تفصیل بھی بتائی ہے۔ کہ ان طوائف میں سے کتنی بھوک اور افلاس کی وجہ سے کتنی آوارگی کی وجہ سے۔ کتنی اغواء کی وجہ سے کتنی فریب اور دھوکے سے کتنی باپ یا بھائیوں کی ترغیب سے اور کتنی جبر و اکراہ سے اس بازار میں آبیٹھی ہیں ۱۷ر ستمبر ۱۹۶۱ء کے روزنامہ آفاق لاہور کے اداریہ میں لکھا ہے۔ کہ اس طرح کا غور و فکر اگر اصلاحی تحریک کا سبب نہیں بن سکتا تو یہ غور و فکر بانجھ اور بے نتیجہ ہے بلکہ اس کو ذہن کی عیاشی قرار دیا جا سکتا ہے۔

ہم اس کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ان مجالس مذاکرات کے ساتھ تیز انسدادی کاروائی نہ کی گئی۔ اور تفتیشی تفصیلات کی زیادہ اشاعت ہونے لگی کہ کس طرح ایک سیدھی سادی اور بھولی بھالی لڑکی کو اعزہ اقارب سے ملاقات کرانے کے لالچ سے گھر سے نکالا گیا۔ اور نکالنے والی بڑھیا نے کس طرح لفنگوں کے حوالہ کر کے اس کو لاہور پہنچایا تو یہ صرف ذہنی عیاشی ہی نہیں۔ بلکہ علم اغواء کی ٹریننگ کے مترادف ہو جائے گا۔ پاکستان میں عرصہ سے یہ وبا پھیل گئی ہے۔ کہ زبان سے اسلام اسلام کے نعرے بلند ہو رہے اور عملاً دن بدن اسلام سے دوری ہوتی جا رہی ہے۔ سنا ہے کہ مجلس مذاکرہ جس معاشرتی اصلاح کے کمیشن کی امداد کے لئے منعقد کیا گیا۔ اس کا کوئی نیک ممبر بھی اس میں شریک نہیں ہوا اگر دلچسپی کا یہی حال ہے۔ تو اصلاح کا خدا حافظ۔ معاشرتی برائیوں کی فہرست میں اگر پاکستانی حکومت اور کمیشن کے ممبروں کے اذہان میں زنا کے کاروبار ختم کرنا بھی شامل ہے تو یہ ایک نیک فال ہے۔ فرنگی نے تو اسلام کے محرمات کو دو قسموں میں تقسیم کر دیا تھا۔ جائز زنا۔ جو فریقین کی رضامندی سے یا منظور شدہ چکلہ میں کیا جائے ناجائز زنا جو جبر و اکراہ اور بغیر رضامندی فریق ثانی کے ہو۔ اسی طرح جائز شراب جو منظور شدہ شراب خانے سے خریدی یا بیچی جائے۔ اور ناجائز شراب جو خود کشید کی ہو۔

یہی حال جوئے کا تھا۔ کہ ریس۔ لاٹری کی صورت میں اور خاص اوقات میں جائز اور شاہراہ عام پر معمولی لوگوں کے لئے ناجائز تھا۔ اگر ہمارے ہاں انگریزی اقتدار کی یہ لعنت ختم ہو رہی ہے۔ تو اس پر جتنی خوشی منائی جائے کم ہے۔ مگر بات وہی ہے۔ کہ کہ یہ زبانی چٹخاروں اور عیاشی تک منحصر نہ رہے۔ بلکہ اس کے انسداد کی فوری عملی تدابیر اختیار کی جائیں۔ اس قسم کے آدمیوں پر جن کو اقتدار اعلیٰ کی طرف سے ذمہ داری سونپ دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ۔ اسلام اور قوم سب کی طرف سے بڑی ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں ضرورت ہے۔ کہ یہ حضرات پوری تحقیق اور چھان بین کے ساتھ پورے انسداد کی تجاویز پیش کریں۔ ورنہ

کون بہادر ہے

کون بہادر ہے۔ جو اس کا بوجھ اٹھا سکے۔ آپ نے غور کیا۔ کہ جب صرف لاہور شہر میں ۲۲۳ سرکاری منظور شدہ اور ایک ہزار سے زیادہ غیر منظور شدہ طوائف زنا کا کاروبار کرتی ہیں یعنی

باقی صفحہ ۱۸ پر

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

دُعا کی قبولیت کا بیان

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَدْعُوْ بِدُعَاءٍ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَا سَاَلَ اَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهٗ مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص خدا سے دُعا مانگتا ہے۔ یا تو خدا اُس کے سوال اور خواہش کو پورا کردیتا ہے یا اس سے بُرائی اس قدر روک دیتا ہے۔ جو دعا کے برابر ہو۔ جب تک وہ کسی گناہ یا قرابت منقطع کرنے کی دعا نہیں مانگتا۔

فضل الٰہی طلب کرو

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّسْاَلَ وَاَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خداوند تعالیٰ سے اُس کے فضل کو مانگو۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ مانگنے کو بہت پسند کرتا ہے۔ اور بہترین عبادت فرمایا کشادگی کا انتظار کرنا ہے۔ (ترمذی)

دعا نہ کرنے پر وعید

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَسْئَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص خدا سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض ہوجاتا ہے (ترمذی)

دُعا کب مانگے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ سختیوں کے وقت خدا تعالیٰ اُس کی دعا کو قبول فرمائے۔ اس کو چاہیے کہ وہ فراخی اور خوشحالی کے وقت کثرت سے دعا مانگے۔ (ترمذی)

خدا غافل کی دُعا قبول نہیں کرتا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خدا سے اس امر کا یقین کرکے دعا مانگو کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا۔ اور اس بات کو جان لو کہ خدا غافل قلب کھیلنے والے کی دُعا کو قبول نہیں کرتا (ترمذی)

دُعا کا طریقہ

عَنْ مَالِكِ بْنِ يَسَارٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَاَلْتُمُوا اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْئَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ سَلُوا اللّٰهَ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْئَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ

ترجمہ۔ حضرت مالک بن یسارؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب تم خدا سے مانگو۔ یعنی دُعا کرو۔ تو ہاتھوں کے اندر کی جانب سے مانگو (یعنی ہتھیلیوں کو منہ کی جانب کرکے) اور ہاتھوں کو پھیلا کر اور ہاتھوں کی پشت کی جانب سے نہ مانگو۔ اور ابن عباسؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے ہاتھوں کے اندر کی جانب سے مانگو۔ اور جب تم دعا سے فارغ ہو جاؤ۔ تو ہاتھوں کو منہ پر پھیر لو۔ (ابوداؤد)

خدا بے مانگے بھی دیتا ہے

عَنْ سَلْمَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَيْهِ اَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ

ترجمہ۔ حضرت سلمانؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا پروردگار بہت حیادار ہے۔ بغیر مانگے دینے والا ہے۔ اور اپنے بندے سے جب کہ وہ اس کی طرف ہاتھ اٹھائے۔ اس سے حیا کرتا ہے کہ اُن ہاتھوں کو خالی پھیرے (ترمذی۔ ابوداؤد۔ بیہقی)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری کا حوالہ دیا کریں۔

مجلس ذکر۔ منعقدہ جمعرات ۳ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امّا بعد

عبادت

سب احباب کو مبارک دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سب کو بخش دیا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی مجلسوں کی تلاش میں گلیوں اور بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں۔ جہاں کہیں ذکر کی مجلس کو دیکھتے ہیں تو اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلاتے ہیں اور مجلس ذکر کو گھیرے میں لے لیتے ہیں اور نورانی ہونے کی وجہ سے آسمان پر اللہ تعالیٰ کے پاس جا پہنچتے ہیں۔ خلاصہ حدیث شریف کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجلس ذکر میں شامل ہونے والوں کو بخش دیتا ہے۔ بشرطیکہ رضا الٰہی حاصل کرنے کی نیت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فقط اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے ہر جمعرات کو مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مغفرت کا تمغہ عطا فرمائے۔ استقامت اور مرتے دم تک ذکر الٰہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارا طریقہ قادری ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کے طریقہ پر آج بھی لاکھوں آدمی دنیا میں ذکر الٰہی کرتے ہیں ہم یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر جمعرات کو اکٹھے ہو کر ذکر الٰہی خدا کو راضی کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین!)

دنیا میں دو قسم کے آدمی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کی رضا (خوشی) مقصود محبوب ہے۔ اور وہ اسی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ کہ کسی نہ کسی طرح اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں۔ یہ لوگ دین کو بچانے کے لئے دنیا کے نقصان کی بھی پروا نہیں کرتے۔ دنیا جاتی ہے تو جائے مگر دین ہاتھ سے نہ جائے۔ اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کامیاب ہیں۔

۲۔ وہ لوگ جن کو دنیا کی ترقی مقصود ہے اور وہ اسی لئے اس کو بہتر بنانے کی تگ و دو میں لگے رہتے ہیں۔ ان کا نصب العین دنیا کمانا ہے۔ یہ لوگ امتحان کے وقت دنیا کو دین پر ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک دین جائے تو جائے مگر دنیا نہ جائے۔ یہی لوگ احمق، جاہل، بے وقوف اور نامراد ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝

ترجمہ:۔ اور میں نے جن اور انسان کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

جس طرح انسان مکلف ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی عبادت فرض ہے۔ اسی طرح جن بھی مکلف ہے۔ اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت فرض ہے۔ اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی الثقلین کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جن ساری رات باہر جنگل میں لے گئے اور اپنے متعلقہ احکام پوچھتے رہے۔

شیطان نے اکثر لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے کہ انسان دنیا کمانے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تخلیق جن و انس کا مقصد فقط میری عبادت ہے۔ اور رزق کا بندوبست میرے ذمہ ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا (پ۱۲ رکوع ۱)

ترجمہ:۔ اور زمین پر چلنے والوں کا رزق فقط اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

وہ لوگ احمق، غیر مآل اندیش، اور بے وقوف ہیں کہ جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے (یعنی عبادت کے لئے) وہ تو کرتے نہیں۔ اور جس چیز کا ٹھیکہ اللہ تعالیٰ نے خود لے رکھا ہے وہ خود کرتے ہیں۔

یاد رکھو۔ عبادت کرنی تمہارے ذمہ ہے۔ بہانے مت بناؤ کہ ہمیں نماز پڑھنے کو فرصت نہیں ہے۔ بال بچوں کے لئے کام کرنا پڑتا ہے۔ اگر کام نہیں کریں گے تو رزق کہاں سے کھائیں گے۔ اور بھوکے مر جائیں گے یہ لوگ بدنصیب نامراد اور اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں میں تم سب کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ آؤ میرے پاس آ کر سب بیٹھ جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ بیٹھونگا۔ پھر تم سے عبادت کرواؤں گا۔ ٹانگیں پھیلا کر سونے نہیں دوں گا ذکر الٰہی کرواؤں گا۔ پھر تین چار فاقے تمہارے امتحان کے لئے آئیں گے۔ پھر اگر تم امتحان میں پاس ہوگئے تو اللہ تعالیٰ یہیں پلاؤ، زردہ وغیرہ کی دیگیں بھیجے گا۔ آؤ آزما کر دیکھو رزق تمہاری کارگزاری پر موقوف نہیں ہے۔ عبادت الٰہی کثرت سے کرو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ سانپوں، کتوں، سؤروں۔

بلیوں کو رزق دینا ہے۔ ہر جاندار کے رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ پر ہے اور عبادت کا ذمہ انسان و جن پر ہے۔

یہ مت خیال کریں کہ کام نہیں کریں گے تو بھوکے مر جائیں گے۔

یاد رکھو۔ عبادت کے سامنے کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی۔ اگر اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہو۔ تو ایسی نوکری چھوڑ دو جس سے نماز اور عبادت الٰہی میں فرق آتا ہے اللہ تعالیٰ رازق ہے۔ رزق کا بندوبست وہ خود کرے گا تم اُس کی عبادت میں کوتاہی اور سستی نہ کرو۔

ہزاروں میں سے ایک کو بھی اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہیں۔ مولویوں کو بھی اعتماد نہیں۔ وہ بھی پہلے تنخواہ مقرر کراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا یہ بھی رزق کا ذریعہ ہے۔ توکل اولیاء اللہ بزرگان دین (اللہ والوں) کی صحبت میں مدت مدید بیٹھنے اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے سے حاصل ہے۔ میں نے یہ چیز اپنے مربی کے ہاں سے ۴۰ سال کے بعد پائی ہے اللہ تعالیٰ ہر جمعرات کو اس مجلس ذکر میں شامل ہو کر مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

اگر آپ دوزخ کی آگ سے (جو دنیا کی آگ سے ۷۰ درجہ زیادہ ہے) بچنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں تو عبادت الٰہی کثرت سے کریں۔

لاہوریوں نے مقصد حیات یہ سمجھا ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اُسے سکول اور کالج کی تعلیم دلا کر انگریز بدبخت، چوڑے (بھنگی) سؤر کھانے والے کی نوکری کرا دو۔ شرم کرو کچھ ہوش کرو۔

۴۵ سال ہو گئے مجھے لاہور آئے ہوئے ـــ لیکن کسی لاہوری کا کوئی بیٹا نہ ۴۵ سال پہلے عالم تھا نہ اب ہے۔ لاہوری بدبخت، اپنے بچوں کو بی۔ اے ایم۔ اے تو کراتے ہیں مگر علم دین، قرآن و حدیث سے بالکل جاہل رکھتے ہیں۔ اور یہی بچے بڑے ہو کر علماء کرام کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں گالیاں نکالتے ہیں۔

سنو۔ ہوش کرو۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے باطن کی آنکھیں دی ہیں اور مجھے علم ہے کہ جو نوجوان (انگریز کے تابعدار) علمائے کرام کو گالیاں دیتے مر گئے ہیں۔ اُن کی قبریں جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں اگر تم کو یقین نہیں آتا تو آؤ میرے پاس آ کر بیٹھ جاؤ۔ میں نے یہ فن ۴۰ سال میں سیکھا ہے تم کو میں ۴ سال میں سکھا دوں گا مگر بیوی کو ۴ سال کا خرچ دے کر آنا کہیں وہ تمہاری جان کو بعد میں نہ روئے۔

یا تو مان جاؤ اور اپنا رویہ بدلو۔ علمائے کرام کی عزت کرو۔ اور عبادت الٰہی کو اپنا لو یا آؤ آ کر یہ فن سیکھو۔

میں کہا کرتا ہوں کہ لاہور بے دینوں کا شہر ہے اکثر بے حیا، کنجریوں کے پجاری، رنڈی باز ہیں رات کو اپنی بیوی اور نوجوان لڑکیوں کو سینما دکھانے کے لئے ۵ میل دور جاتے ہو شرم نہیں آتی کچھ ہوش کرو۔

۱۰۰ میں سے سو فی صدی مولوی جاہل ہیں اُن کو باطن کی آنکھیں نہیں حلال حرام کی تمیز نہیں۔ علم اور چیز ہے اور تزکیہ باطن اور چیز ہے۔ علم تو میں نے ۱۲ سال میں سیکھا مگر باطن کا تزکیہ ۴۰ سال میں حاصل کیا۔ میں یہ سب کچھ اس لئے کہتا ہوں کہ مولوی حضرات تزکیۂ باطن کی طرف توجہ دیں۔ کسی اللہ والے سے تعلق جوڑیں اور اپنی اصلاح کرائیں۔

اگر کوئی محلہ میں سے مر جاتے تو رشتے دار بیوہ کو کہتے ہیں۔ کہ آپا جی! ۱۵ روپے کے نان، ۱۰ روپے کا حلوہ، ۳ روپے کے سنگترے اور ۲ روپے کی گنڈیریاں لانی ہیں۔ مولوی آتے ہیں اُن کو کھلانی ہیں۔ پھر وہ بیوہ عورت یتیم بچوں کے مال سے پیسے دیتی ہے۔ اور یہ مولوی تیجے، ساتویں اور چالیسویں کے دن آ کر دو چار سورتیں پڑھ کر سب کچھ کھا پی کر ختم شریف پڑھتے ہیں۔ یاد رکھو تیجے، ساتویں، چالیسویں وغیرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے کے خلاف ہیں اور یہ سب مولوی حرام کھاتے ہیں۔ یتیموں کے مال میں سے ایک پائی تک بھی کھانا حرام ہے۔ جس طرح سؤر حرام ہے۔ یہ جاہل مولوی نان، حلوہ، گنڈیریاں وغیرہ سب کھا جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ اور وہ کام کرائے جس سے وہ راضی ہو۔ اور اپنی عبادت کثرت سے کرائے اور استقامت عطا فرمائے، خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ جنت الفردوس میں داخلہ اور اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین یا الٰہ العالمین!)

خدا کی رحمت کا بیان

عبداللہ بن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ کسی غزوہ میں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ ایک جماعت کے قریب سے گزرے اور پوچھا تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں اس جماعت میں ایک عورت ہانڈی پکا رہی تھی۔ اور اس کا بیٹا اس کے پاس تھا۔ جب آگ کا شعلہ بلند ہوتا تو عورت لڑکے کو پیچھے ہٹا لیتی۔ پھر وہ عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کیا آپ خدا کے رسول ہیں فرمایا ہاں۔ عورت نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا اللہ بہت رحم کرنے والا نہیں فرمایا ہاں عورت نے پوچھا کیا اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہے۔ جتنا کہ ایک ماں اپنے بچوں پر رحم کرتی ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ عورت نے کہا ماں تو اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جھکا لیا۔ اور روتے رہے پھر سر اُٹھا کر فرمایا۔ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں پر عذاب نہیں کرتا۔ مگر صرف ان لوگوں پر جو سرکش ہیں۔ یعنی اللہ سے سرکشی کرتے ہیں اور اس کا حکم نہیں مانتے اور لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کرتے ہیں۔

(ابن ماجہ)

خطبہ یوم الجمعۃ - ۴ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم پر چلنے کی تلقین فرمائی

ہے اور سورۃ الانعام رکوع ۲۰ میں صراط مستقیم کی تشریح فرما دی ہے

تاکہ کوئی آدمی غلطی نہ کر سکے

اور وہ تشریح یہ ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قولہ تعالیٰ (قُلۡ تَعَالَوۡا اَتۡلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمۡ عَلَیۡکُمۡ اَلَّا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا) الایۃ (سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸ آیت ۱۵۱)

ترجمہ - آؤ میں تمہیں سنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے - یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ

مثلاً

(۱) احیاء و اماتت مخلوقات فقط اللہ تعالےٰ ہی کے قبضہ میں سمجھو۔

(۲) نفع یا ضرر پہنچانا اسی کے اختیار میں ہے۔ اور کسی کا اس میں اختیار نہیں

(۳) رزق کی تنگی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔

(۴) غرضیکہ نظام عالم کے تمام تغیرات اسی کے حکم سے ہوتے ہیں۔

(۵) تمام جن و انس ہی نہیں - بلکہ سب حیوانات تک کے متعلقہ حالات اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا

ترجمہ - اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو

نیکی کرو

کہ کبھی کوئی ایسا کام نہ کرو - جس سے ماں باپ رنجیدہ خاطر ہوں - مثلاً چوری تو تم نے کی - اور اپنے ناجائز فعل کے باعث جیل میں گئے - اب ماں رو رہی ہے - کہ میرا بیٹا جیل میں گیا ہے خدا جانے اس کو کیا کیا دکھ دیا جاتا ہوگا۔

یا مثلاً

تم سفر میں گئے - اور گھر والوں کو اپنی خیریت کی کوئی اطلاع نہیں دی - اب ماں بچاری رو رہی ہے - کہ ہائے میرے بیٹے کی خیریت کی کوئی اطلاع نہیں آئی - خدا جانے زندہ ہے - یا مرگیا ہے یہ بھی ایک طرح ماں باپ کو دکھ دیتا ہے

علیٰ ہذا القیاس

کوئی کام ایسا نہ کرو - جس سے ماں باپ کی دل آزاری ہو - نیک بخت اور سعادتمند اولاد وہی ہے - جو سابق الصدر نصائح کا خیال رکھے - اور اپنے کسی فعل سے بھی ماں باپ کا دل نہ دکھائے۔

(وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغُ)

وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَکُمۡ مِّنۡ اِمۡلَاقٍ نَحۡنُ نَرۡزُقُکُمۡ وَاِیَّاهُمۡ (سورۃ الانعام آیت ۱۵۱) -

ترجمہ - اور تنگدستی کے سبب سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو - ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے

عرب میں زمانہ جاہلیت کا یہ دستور تھا

کہ اپنی اولاد کو بچپن میں زندہ درگور کر آتے تھے - اس رسم بد سے اللہ تعالےٰ منع کر رہا ہے -

قتل اولاد کی

میرے خیال میں ایک اور صورت بھی ہے جو آج سے ۹۰ سال انگریز کی حکومت میں تمام قوموں بلکہ مسلمانوں میں بھی رائج رہی ہے - وہ یہ ہے -

کہ اولاد کو روٹی نہ ملنے کے خوف سے

دین مطلق نہ پڑھانا - اور انگریزی پڑھانا

جن ماں باپ نے مذکورۃ الصدر - وتیرہ اختیار کیا - ان کی اولاد انگریزی - میں تو بی - اے ایم - اے تک پڑھ گئی اور قرآن مجید کے ناظرہ پڑھنے سے بھی نابلد رہے

ایسی اولاد

قیامت کے دن جب بے دین رہنے کے باعث دوزخ میں انہیں اللہ تعالےٰ بھجوائے گا - تو ماں باپ پر لعنت ڈالیں گے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

وَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوۡنَا السَّبِیۡلَا ۝ رَبَّنَاۤ اٰتِهِمۡ ضِعۡفَیۡنِ مِنَ الۡعَذَابِ وَالۡعَنۡهُمۡ لَعۡنًا کَبِیۡرًا) سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲)

ترجمہ - اور کہیں گے - اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا - سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا - اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر

فاعتبروا یا اولی الابصار

عرب کے لوگ

اپنی اولاد زندہ قتل کرکے خود جہنم میں گئے تھے - لیکن یہ لوگ جنہوں نے اولاد کو تعلیم جدید تو پڑھائی - لیکن کتاب اللہ یعنی قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجموعے نہ پڑھا

کہ ان کو جہنم میں پہنچایا۔ اس لئے بارگاہ الٰہی میں ماں باپ کو ملزم بنا رہے ہیں کہ ماں باپ نے ہمیں غلط راستہ پر دنیا میں چلایا۔ تب ہی تو جہنم میں جا رہے ہیں۔

ہاں

اگر ماں باپ کو صحیح عقل ہوتی۔ تو دونوں تعلیمات دلاتے۔ روٹی کمانے کے لئے انگریزی تعلیم دلاتے۔ اور خدا تعالٰے کے قرب میں پہنچ کر جنت کا داخلہ پانے کے لئے ہمیں دین بھی پڑھاتے۔

چنانچہ

اس کی مثالیں میرے سامنے ہیں۔ کہ قاضی ضیاء الدین صاحب مرحوم نے تعلیم جدید میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی تھی۔ اور ادھر مرکز تعلیم اسلامی یعنی دارالعلوم دیوبند کے عالم تھے۔

دوسری مثال

ہمارے اسلامیہ کالج لاہور کے پروفیسر مولانا خواجہ عبدالحی صاحب کالج کے تعلیم یافتہ اور دیوبند کے عالم ہیں

چنانچہ

ان مثالوں سے واضح ہوگیا کہ اگر ماں باپ کو آخرت میں اولاد کو کامیاب بنانے کی فکر ہو۔ تو اولاد کو دونوں تعلیمات سے روشناس کرا سکتے ہیں

وماعلینا الا البلاغ

قولہ تعالیٰ: وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور پاس نہ جاؤ۔ بے حیائی کے کام کے جو ظاہر ہو اس میں سے اور جو پوشیدہ ہو۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پاس نہ جاؤ۔ شاید یہ مراد ہے۔ کہ ایسے کاموں کے مبادی و وسائل سے بھی بچنا چاہیے۔ مثلاً زنا کی طرح نظر بد سے بھی اجتناب لازمی ہے

قولہ تعالیٰ: وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور ناحق کسی جان کو قتل نہ کرو۔ جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ تمہیں یہ حکم دیتا ہے۔ تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

تفصیل ملاحظہ ہو

اگر قاتل بارادہ مقتول کو قتل کر دیتا ہے۔ اور مقتول کا ارادہ قاتل کو قتل کرنے کا نہیں تھا۔ تو فقط قاتل دوزخی ہوگا۔ اور مقتول اپنے ارادہ کے صحیح ہونے کے باعث بچ جائے گا۔ اور اگر قاتل کو مقتول کے قتل کر دینے کا ارادہ تھا۔ اور مقتول کا بھی یہی ارادہ تھا۔ کہ قاتل کو قتل کردے۔ مگر اتفاق سے قاتل کی چوٹ مقتول کے لئے مہلک ثابت ہوگئی۔ اور مرگیا۔ تو دونوں ہی دوزخ میں جائیں گے۔

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور سوائے کسی بہتر طریقہ کے یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے

حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یتیم کے مال میں بیجا تصرف کرنا حرام ہے۔ ہاں جائز و مشروع طریقہ سے احتیاط کے ساتھ اس میں ولی یتیم تصرف کر سکتا ہے۔ جب یتیم جوان ہو جائے اور اپنے فرائض کو سنبھال سکے۔ تو اس کے حوالے کر دیا جائے۔

قولہ تعالیٰ: وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو۔ ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے

یعنی

اللہ تعالیٰ جتنے احکام تجھے دے رہا ہے۔ انہیں اپنی طاقت کے مطابق نباہنا لازمی ہے۔ یعنی ہم کسی کو اس کی توفیق سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔

قولہ تعالیٰ: وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ (سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور جب بات کہو۔ تو انصاف سے کہو۔ اگرچہ رشتہ دار ہی ہو۔

یعنی

مثلاً اگر تم سے کسی کے متعلق کسی معاملہ میں گواہی لی جائے۔ تو انصاف سے سچ بولو۔ خواہ رشتہ دار ہی ہو۔ یعنی رشتہ داری کے سبب سے انصاف کا خون نہ کرنا۔

قولہ تعالیٰ: وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

(سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور اللہ کا عہد پورا کرو۔ تمہیں یہ حکم دیا ہے۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

اس کے اوامر و نواہی پر پابندی سے عمل کرو۔ خدا (تعالیٰ) کے لئے جو نذر مانو یا قسم کھاؤ۔ بشرطیکہ غیر مشروع بات کی نہ ہو۔ اسے پورا کرنا چاہیے

قولہ تعالیٰ: وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورۃ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے سو اسی کا اتباع کرو۔ اور دوسرے راستوں پر مت چلو۔ وہ تمہیں اللہ (تعالیٰ) کے راستہ سے ہٹا دیں گے۔ تمہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

علم کس طرح اُٹھا لیا جائے گا

عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانہ میں) اس طرح نہیں اُٹھائے گا۔ کہ لوگوں کے دل و دماغ سے اُس کو نکال لے بلکہ علم کو اس طرح اُٹھائے گا کہ علماء کو اُٹھا لے گا (یعنی علماء وفات پا جائیں گے) یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا۔ تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے۔ ان سے دین کی باتیں پوچھی جائیں گی۔ اور وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے پس خود بھی گمراہ ہوں گے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(بخاری ومسلم)

از قاضی عبدالحفیظ مبارک پوری مدرس رحیم یارخاں

اللہ والے

برادران اسلام! اللہ والوں کا ذکر جمیل سننے سے پیشتر یہ جان لیجئے کہ اللہ والے کون ہوتے ہیں؟ اور ان کی تعریف کیا ہوتی ہے؟ عوام کی اصطلاح میں اللہ والے کو "فقیر" کہا جاتا ہے۔ اس عالم ناپائیدار میں ہر زمان میں اور ہر مکان میں اللہ والے ہوتے چلے آئے ہیں۔ انسانوں کی اس بستی میں اب بھی اللہ لوگ اور فقیر لوگ موجود ہیں۔

اگرچہ یہ فقیر لوگ کمیاب ضرور ہیں۔ مگر نایاب نہیں ہیں۔ ہر مرد عاقل کو تلاش بسیار کے بعد یہ مقدس اور مبارک ہستیاں میسر آئیں گی۔ کیونکہ "جوئندہ یابندہ" جو ڈھونڈتا ہے وہ پالیتا ہے۔ اب رہی فقیر (اللہ والے) کی تعریف۔

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ فقیر لمبی لمبی لٹیں رکھنے والے گیروے رنگ کے کپڑے پہننے والے اور حد سے زیادہ لمبی داڑھی رکھنے والے کو فقیر اور اللہ والا کہا جاتا ہے فقیر کی یہ تعریف ہرگز صحیح نہیں ہے۔ ایک فقیر اور اللہ والے کی صحیح تعریف یہ ہے۔ وہ خدا پرست ہو، متقی پرہیزگار ہو۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پابند ہو ریا کار ہرگز نہ ہو۔ فقیر (اللہ والا) وہ ہو جسے دیکھ کر یاد خدا آجائے اور جسے دیکھ کر دل میں خشیت الٰہی پیدا ہو۔

یہی ہیں وہ اللہ والے جن کی دعاؤں سے ہم عذاب الٰہی سے محفوظ ہیں۔ اب میں آپ کو ان کی پہچان کا خاص گر بتائے دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کو فقیروں (اللہ والوں) کی صحیح شناخت ہوسکے۔ دیکھئے۔ فقیر کا لفظ چار حرفوں پر مشتمل ہے۔

ف سے فقر و فاقہ
ق سے قناعت
ی سے یاد الٰہی
ر سے ریاضت

جس فقیر میں فقر و فاقہ، قناعت، یاد الٰہی اور ریاضت جیسے چار پاکیزہ اوصاف موجود ہوں۔ تو وہ صحیح فقیر ہے۔ ورنہ ہرگز نہیں ہے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اصلاح نفس کے لئے اللہ والوں کو تلاش کرے اور ان کی صحبت میں بیٹھنے کا اہتمام کرے۔ اب اللہ والوں کے متعلق سنئے

(۱) ایک دن ایک عورت حضرت ابراہیم بن یوسفؒ کی طرف دیکھنے لگی آپؒ نے فرمایا کیا تجھے کچھ کام ہے؟ اس نے کہا نہیں مگر تم علماء کا خیال ہے۔ کہ عالم کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ میں بھی اس خیال سے تجھ کو دیکھتی ہوں۔ یہ سن کر آپؒ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے پھر فرمایا اس عورت کی غلطی ہے کیونکہ جن لوگوں کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ وہ کب کے قبروں میں پڑے ہیں۔

(۲) حضرت خلف بن ایوبؒ ایک روز مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ان کا آدمی کسی بات کے دریافت کرنے کو آیا۔ آپؒ اٹھے اور مسجد سے باہر جاکر اس کی بات سنی اور اس کو جواب دیا۔ پھر واپس آگئے۔ اور فرمانے لگے۔ مسجد میں دنیاوی گفتگو کرنا مناسب نہیں یہ خانۂ خدا ہے۔

(۳) حضرت بکر بن عبداللہ مزنیؒ اپنی چھت کا پرنالہ اپنے گھر کے اندر رکھتے تاکہ راہرو پر پانی نہ گر جائے۔ آپؒ کے پاس ایک بلی تھی جو مرگئی۔ آپؒ نے اسے گھر میں گڑھا کھود کر دفن کردیا۔ اور ڈھیر پر نہ پھینکا کہ لوگوں کو اس کی بدبو سے تکلیف نہ ہو۔

(۴) حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص آپ کی غیبت کرتا ہے۔ آپؒ نے اس کے پاس چھوہاروں کا ایک طبق بہ سبیل عذر بھیج دیا۔ اور کہا مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تو نے اپنی نیکیاں میرے دفتر اعمال میں منتقل کردی ہیں۔ میں نے چاہا کہ اس کا کچھ عوض ادا کردوں معاف کرنا مجھے پورے معاوضہ کی طاقت نہیں۔

(۵) حضرت واسع رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنے بیٹے کو ذرا خراماں چال چلتے دیکھا۔ آپؒ نے فرمایا تجھے کچھ خبر ہے۔ کہ تو کون ہے؟ تیری ماں کو میں نے دو سَو درم میں مول لیا تھا اور میں جو تیرا باپ ہوں تمام مسلمانوں سے بدتر ہوں۔ پھر یہ اترانا کس بات پر ہے؟

(۶) سلطان محمود حضرت ابوالحسن خرقانی کے دیدار کے لئے حاضر ہوا۔ تو پہلے اپنے ایک قاصد کو حضرت کے پاس بھیجا۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ محمود غزنی سے چل کر آپؒ کی زیارت کے لئے آیا ہے آپؒ اس کے استقبال کے لئے اس کے خیمہ تک تشریف لے چلیں اگر وہ منظور نہ فرمائیں۔ تو یہ آیت پڑھنا۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے صاحب حکومت کی بھی۔

قاصد نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر پیغام پہنچایا حضرت نے فرمایا مجھے معاف رکھو۔ میں نہیں جاسکتا۔ قاصد نے وہ آیت پڑھ دی۔ حضرت نے فرمایا۔ محمود سے کہدو۔ کہ میں اَطِیْعُوا اللّٰہَ میں ایسا مستغرق ہوں۔ کہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ سے مجھے ندامتیں ہیں۔ پھر اُولِی الْاَمْر تک کیسے پہنچ سکتا ہوں۔

(تذکرۃ الاولیاء)

(۷) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے خربوزہ لایا گیا تو آپؒ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کس طرح کھایا تھا۔ مبادا کہ میں ترک سنت کا مرتکب نہ ہو جاؤں

سیّد عطا اللہ شا

کئی مہینے سے سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ کے متعلق اخبارات میں ایسی خبریں آرہی تھیں ۔ جو اُن کی صحت کی طرف سے بہت ہی مایوس کرنے والی تھیں ۔ اور انہیں پڑھ کر دل میں یہی خطرہ پیدا ہوتا تھا ۔ کہ شاید احکم الحاکمین کی مشیت اور اس کا فیصلہ یہی ہے ۔ کہ وہ اس مرض ہی میں دنیا سے اٹھائے جائیں یہی ہوا اور پچھلے دنوں ۲۲ اگست کے اخبارات میں ان کی وفات کی خبر آگئی ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

دل اس خبر سے بہت متاثر ہوا ۔ اور حافظہ نے بھولی بسری باتوں کی ایک ضخیم کتاب دل کی آنکھوں کے سامنے کھول دی ۔ ان کی خبر وفات سن کر میں اپنے گھر کے بچوں کے سامنے جن میں سے اکثر نے تو ان کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا ۔ ہاں میری ہی زبان سے نام بار بار سنا تھا ۔ اُن کا تذکرہ کرنے لگا ۔ اس سلسلۂ گفتگو میں اُن کی زندگی کے بعض ایسے اہم اور قابل ذکر واقعات بھی ذکر میں آگئے ۔ جو شاید کہیں لکھ کر محفوظ نہ کئے گئے ہوں ۔ جی چاہا کہ ان کو قلمبند کرا کے محفوظ کر دیا جائے ۔

آج وہ ہماری اس دنیا میں نہیں ہیں ۔ اور ان کو ہمارے کسی خراج عقیدت اور کسی تحسینی تذکرے کا انتظار بھی نہیں ہے ۔ جو چیز اُس دوسرے عالم میں ان کی خدمت میں پیش کرنے کے لائق ہے اور جس کا پہنچنا بھی انشا اللہ یقینی ہے وہ اچھی ساعتوں میں ان کے لئے رحمتُ مغفرت کی پُر خلوص دعائیں اور اعمال خیر کے ثواب کا ہدیہ ہے ۔ اور یہی ان کی محبت کا اُن کے محبین پر خاص حق ہے ۔ اللہ تعالےٰ اس حق کے ادا کرنے کی توفیق دے ۔

اسی کے ساتھ یقین ہے ۔ کہ ان کی بعض ایمانی خصوصیات اور انکی زندگی کے بعض واقعات کا تذکرہ انشاءاللہ زندوں کے لئے ضرور نافع ہوگا ۔ اسی امید پر یہ سطریں ایک عزیز سے بطور املا لکھا رہا ہوں ۔

جہاں تک اب یاد آتا ہے ۔ اخبارات میں سید عطا اللہ شاہ بخاری کا نام سب سے پہلے اس ناچیز نے اُس وقت پڑھا ۔ جب لاہور کے ایک دریدہ دہن آریہ سماجی نے اللہ کے آخری رسول سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک نہایت گندی اور رسوائے عالم کتاب لکھ کر شائع کی ۔ اُس کتاب کا نام بھی اتنا خبیث اور دل آزار تھا ۔ کہ کوئی شریف آدمی خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو ۔ دلی تکلیف کے بغیر وہ نام نہیں لے سکتا ۔ ہندوستان کی فرقہ دارانہ فضا شدھی سنگھٹن کی فتنہ انگیز تحریک نے پہلے ہی سے کافی خراب کردی تھی ۔ اس کتاب کی اشاعت نے آگ پر تیل کا کام کیا ۔ اور مسلمانوں میں سخت ہیجان بلکہ طوفان برپا ہوگیا اس سلسلہ میں سید عطا اللہ شاہ بخاری نے لاہور میں ایک تقریر کی تھی ۔ اُس کا اثر یہ ہوا تھا ۔ کہ پردہ نشین خواتین نے اپنے بچے اُن کے قدموں میں ڈال دئے تھے ۔ کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس پر قربان کردو سید عطا اللہ شاہ بخاری اس تقریر پر گرفتار کر لئے گئے ۔ ان پر مقدمہ چلا اور بالآخر ان کو غالبًا دو سال کی قید سخت ہوئی ۔ بہر حال جہاں تک اب یاد ہے میرے دل میں ان کی غائبانہ محبت کا بیج اسی زمانہ میں اخبارات میں ان کا تذکرہ دیکھ دیکھ کر پڑا ۔ پھر مختلف تحریکوں اور سرگرمیوں کے سلسلہ میں اخبارات میں اُن کا نام آتا رہا ۔

یہاں تک کہ ایک وقت اخبار میں آیا ۔ کہ انجمن خدام الدین لاہور کے جلسہ میں (جس میں پنجاب کے علماء حق کی ایک بڑی تعداد شریک تھی) سید عطا اللہ شاہ بخاری امیر شریعت قرار دئے گئے ۔ اور اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم دین اور سب سے بڑی دینی درسگاہ (دارالعلوم دیوبند) کے صدر و شیخ الحدیث استاذنا و استاذ العلماء حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری (قدس سرہ) نے بھی بحیثیت امیر شریعت ان کے ہاتھ پر بیعت کی ۔ اخبارات میں یہ خبر پڑھنے کے بعد قدرتی طور پر اپنی نظر میں سید عطا اللہ شاہ بخاری کی عظمت و اہمیت پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی ۔ اور دید و ملاقات کا دل میں بڑا اشتیاق پیدا ہوگیا ۔ ان کے نام کے ساتھ "بخاری" اور "شاہ" کے دو پُر عظمت ضمیمے لگے ہونے کی وجہ سے میرا تصور اُس وقت ان کے بارہ میں یہ تھا ۔ کہ اُن کی شکل و صورت بخاری علماء کی سی اور وضع و ہیئت مشائخ طریقت کی سی ہوگی لیکن اتفاق کی بات عرصہ تک ملاقات کی نوبت نہیں آئی میں ۱۹۳۰ء میں امروہہ (ضلع مراد آباد) میں مدرس تھا ۔ حسن اتفاق اس سال جمعیتہ العلماء ہند کا اجلاس امروہہ میں طے ہوگیا ۔ اُس زمانہ میں مجھے جمعیتہ العلماء اور اس کے کاموں سے خاصی دلچسپی تھی ۔ یہ وہ وقت تھا ۔ کہ چند ہی مہینے پہلے آل انڈیا کانگرس نے اپنے لاہور کے اجلاس میں ۱۹۲۸ء والی نہرو رپورٹ کو منسوخ قرار دے کر جس کی بنا پر ۱۹۲۹ء میں جمعیتہ العلماء ہند بھی کانگرس سے الگ ہوگئی تھی ۔ آزادی کامل کی تجویز پاس کی تھی ۔ اور پھر اس کے

سوز

سینے میں عجب سوزِ نہاں چھوڑ گیا ہے
ہنستا ہوا پہنچا ہے درِ خلدِ بریں تک
پہلو میں وہ سب داغ جگر بن کے رہینگے
اے قافلۂ جادۂ احرار کے رہبر
روحیں بھی جہاں آگئیں تقسیم کی زد میں
اللہ رے اعجاز خطابت کی لطافت
خود چین سے سونے کے لئے کنج لحد میں
اللہ کے قرآن کی تفسیرِ مجسم
ہر لفظ میں تھیں موجۂ زمزم کی ادائیں
مُسلگا کے کلیجوں میں غمِ دل کے شرارے
کہتے تھے جسے
پیاسا ہمیں وہ پہ

...ہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

از مولانا محمد منظور نعمانی مدیر الفرقان لکھنؤ

بعد گاندھی جی نے نمک سازی کی شکل میں انگریزی اقتدار کے خلاف سول نافرمانی کی جنگ گجرات سے شروع کر دی تھی۔ بہرحال امروہہ میں جمعیۃ العلماء کا یہ اجلاس اس زمانہ اور اس ماحول میں ہونے والا تھا۔

ادھر ایک بات اسی درمیان میں یہ ہو چکی تھی۔ کہ مولانا محمد علی مرحوم اور

...ھاں

دل میں خلش زخم جوان چھوڑ گیا ہے
دنیا میں ہمیں گریہ کناں چھوڑ گیا ہے
جو اپنی محبت کے نشاں چھوڑ گیا ہے
حیرت ہے ہمیں لا کے کہاں چھوڑ گیا ہے
اپنے رفقاء کو تو وہاں چھوڑ گیا ہے
جبریل کا اندازِ بیاں چھوڑ گیا ہے
اک محشر فریاد و فغاں چھوڑ گیا ہے
بہرنگہ حق نگراں چھوڑ گیا ہے
کوثر میں دُھلا حُسن زباں چھوڑ گیا ہے
ماحول میں آہوں کا دُھواں چھوڑ گیا ہے
...ی کوثر کا نواسہ
...ں چھوڑ گیا ہے

انور صابری

جمعیۃ العلماء کے درمیان سخت اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی تھی کہ جمعیۃ العلماء ہند دہلی کے مقابلہ میں ایک دوسری "جمعیۃ العلماء" بنا لی گئی تھی جس کے صدر خود مولانا محمد علی مرحوم تھے۔ یہ کشمکش ناسنجیدگی میں کس حد تک جا چکی تھی۔ اس کا اندازہ بس اسی سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ جمعیۃ العلماء ہند دہلی کا اجلاس امروہہ میں جن تاریخوں میں ہونا طے ہوا تھا ٹھیک انہی تاریخوں میں امروہہ ہی میں اس دوسری جمعیۃ کا اجلاس بھی طے کیا گیا۔ اور ہوا اور خود مولانا محمد علی مرحوم نے اس کی صدارت کی۔

الغرض جمعیۃ العلماء ہند کے امروہہ والے اس اجلاس کی غیر معمولی اہمیت کی ایک وجہ تو یہ تھی۔ کہ کانگرس کی طرف سے نہرو رپورٹ کی تنسیخ اور آزادی کامل کے رزولیشن اور گاندھی جی کے سول نافرمانی کی جنگ چھیڑ دینے کے بعد جمعیۃ العلماء کے سامنے قدرتی طور پر یہ سوال آ گیا تھا۔ کہ کانگرس اور اس کی جنگ آزادی کے بارے میں اب اس کا رویہ کیا رہے گا؟ کیوں کہ نہرو رپورٹ کی منسوخی کے بعد وہ بنیاد ختم ہو گئی تھی جس کی وجہ سے جمعیۃ نے ۱۹۲۹ء میں کانگرس سے علحدگی اختیار کی تھی۔ اور اسی بنا پر مولانا حفظ الرحمٰن صاحب (جو اگرچہ اس وقت جمعیۃ کے اکابر میں یا ہائی کمانڈ میں نہیں تھے۔ لیکن اپنے سیاسی ذہن اور جرأت و فعالیت کی وجہ سے اپنے اقران میں سب سے زیادہ ممتاز تھے۔ کانگرس کے ساتھ اشتراک کے بارے میں ایک رزولیوشن بھی اجلاس کے لئے بھیج دیا تھا۔ اور اخبارات میں اس کی اشاعت بھی ہو گئی تھی۔ اور خود جمعیۃ کی صفوں میں اس وقت اس بارہ میں خاصا اختلاف رائے تھا۔ بہرحال امروہہ کے اس اجلاس کی غیر معمولی اہمیت کی ایک وجہ تو یہ تھی۔ کہ اس میں وقت کا یہ اہم اور سخت اختلافی مسئلہ سامنے آنے والا تھا۔ اور دوسری وجہ یہ تھی — کہ مولانا محمد علی مرحوم والی جمعیۃ کے اجلاس نے قدرتی طور پر ایک مقابلہ اور کشمکش کی فضا بنا دی تھی۔ اس پس منظر کو ذہن میں رکھ کر اب سنئے۔

جمعیۃ کا اجلاس شروع ہونے سے ایک دو دن پہلے ہی قریبی مقامات سے جمعیتی رضا کاروں کے جتھے انتظام کے لئے آنا شروع ہو گئے۔ میرے وطن سنبھل کا ایک جتھا ایک دن پہلے پہنچنے والا تھا۔ اُس میں کے بعض آدمی علی الصبح پہنچ گئے۔ اور انہوں نے بتایا۔ کہ ہمارا پروگرام یہ ہے۔ کہ ہمارا جتھا ایک جلوس کی شکل میں امروہہ میں داخل ہو، اس جلوس میں کچھ اونٹ ہوں۔ ان پر نقارے ہوں۔ اس لئے ہمارے واسطے اونٹوں اور نقاروں کا انتظام کر دیا جائے (در اصل سنبھل کے رضاکار اس طرح کے "حجازی" جلوس نکالا کرتے تھے۔) ہم لوگ۔ جو امروہہ میں اس وقت اجلاس کے کاموں کے ذمہ دار تھے۔ ان کے سامنے یہ مسئلہ آیا۔ قریباً ۸-۹ بجے صبح کا وقت تھا، مجلس استقبالیہ کے دفتر میں بیٹھے ہم اسی مسئلہ پر مشورہ کر رہے تھے۔ کہ اونٹوں نقاروں والا یہ حجازی نما جلوس یہاں نکلنا مناسب ہے۔ یا نہیں۔ میری اور اکثر کارکنوں کی رائے اس وقت کے حالات میں جلوس کے حق میں تھی۔ لیکن ہم سب کے مخدوم اور ہر حیثیت سے بزرگ حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحب صدر مجلس مدرسہ اسلامیہ امروہہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی رائے نہیں تھی ان کو غالباً اس کے جواز میں بھی شبہ تھا۔ یا وہ اس کو ثقاہت اور سنجیدگی کے خلاف سمجھتے تھے۔ یہ مشورہ چل ہی رہا تھا۔ کہ اچانک دو حضرات دفتر میں داخل ہوئے۔ ان میں ایک تو حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی تھے جو میرے لئے جانے پہچانے ہی نہیں بلکہ میرے استاد تھے۔ اور ان کے ساتھ جو دوسرے صاحب تھے۔ ان کو ہم میں سے کوئی پہچانتا نہ تھا۔ ان کی وضع یہ تھی۔ کہ ہاتھ میں بہت موٹا سا ایک سونٹا، جسم پر کھدر کا چھوٹا سا قمیص نما نیم آستین کرتا، اور غالباً کھدر ہی کا رنگا ہوا نیلا تہبند، جسم بالکل پہلوانوں کا سا۔ میں سمجھا کہ یہ مفتی صاحب کے ساتھ کوئی رضا کار ہیں۔ اتنے میں خود مفتی صاحب نے بتایا۔ کہ یہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہیں۔ یہ سن کر سب کی، خاص کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ کیوں کہ میرے تصور میں تو ان کی صورت اور وضع بخاری کے کسی مقدس شیخ خانقاہ کی سی تھی۔ مصافحہ اور ملاقات کے بعد بڑی بے تکلفی کے ساتھ شاہ صاحب نے ہم لوگوں سے فرمایا، کیا ہو رہا ہے؟ میں نے کہا ہم لوگ ایک چھوٹے سے مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔ سنبھل کے رضا کاروں کا جتھا آ رہا ہے۔ وہ اس طرح کا جلوس نکالنا چاہتا ہے۔ ہم میں

سے کچھ کی رائے ہے نکلنا چاہئے۔ اور بعض حضرات اس کو ٹھیک نہیں سمجھتے۔ شاہ صاحب نے اپنے خاص انداز میں فرمایا۔ کہ اس وقت کے مفتی ہم ہیں۔ ہم فتویٰ دیتے ہیں۔ کہ ایسا جلوس نکلنا چاہئے۔ منگواؤ اونٹ اور نقارے ایک اونٹ پر میں خود بھی بیٹھوں گا۔

اس عاجز کی سب سے پہلی ملاقات شاہ صاحب سے یہی تھی۔ اور ان کے انداز و مزاج کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ جہاں تک یاد ہے۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ جلوس کی تیاریاں فوراً شروع ہوگئیں۔ اور اسی شان سے جلوس نکلا۔ اور پورے بازار کا اس نے گشت کیا، مشورہ سے یہ بھی طے کر لیا گیا تھا۔ اور آج نماز جمعہ جامع مسجد میں شاہ صاحب کی تقریر ہوگی۔ رواضح رہے کہ اجلاس بھی جامع مسجد ہی میں ہونے والا تھا۔ اسی میں پنڈال بنا تھا۔) جلوس ہی نے شاہ صاحب کی تقریر کا اعلان کیا۔ اس زمانہ میں شاہ صاحب کی اخبارات میں بہت دھوم تھی۔ اور ان کی زندگی کے بعض واقعات نے مسلمانوں کے بہت بڑے طبقہ کو ان کا نادیدہ عاشق بنا دیا تھا۔ پھر امروہہ میں بلکہ ہمارے اس علاقہ ہی میں شاہ صاحب کی یہ پہلی آمد تھی۔ اور اس دن امروہہ میں کوئی دوسرا جلسہ بھی نہیں تھا رکیونکہ دونوں جمعیتوں کے باقاعدہ جلسے کل سے شروع ہونے والے تھے) اس لئے شاہ صاحب کی تقریر سننے کے لئے آج بہت سے وہ لوگ بھی آگئے۔ جن کی دلچسپی دوسری جانب تھی۔ اور جمیعۃ علماء ہند کے وہ سخت مخالف تھے۔

نماز جمعہ کے بعد تقریر شروع ہوئی یہ پہلی تقریر تھی۔ جو اس ناچیز نے شاہ صاحب کی سنی، اس میں انشاءاللہ بالکل مبالغہ نہیں کہ پورا مجمع بالکل مسحور تھا۔ جمیعۃ العلماء کے مخالفین کی طرف سے اس وقت دو باتوں کا خاص طور سے پروپیگنڈا کیا گیا تھا۔ ایک یہ کہ یہ لوگ کانگرس سے اور ہندوؤں سے مل جانے والے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ یہ دیوبندی وہابی ہیں۔ نجدیوں کے حامی ہیں۔ دشمن رسول ہیں (معاذ اللہ) اس دوسری بات کے اچھالے جانے کی خاص وجہ یہ تھی۔ کہ دوسری جمیعۃ کے اجلاس کا داعی اتفاق سے امروہہ کا وہ عنصر تھا۔ جن کے نزدیک دیوبندی وہابیوں کی تکفیر کے سوا مسلمانوں کی زندگی کا کوئی دوسرا مسئلہ قابل توجہ نہیں تھا شاہ صاحب کے علم میں یہ صورت حال ہم لوگوں کے ذریعہ آچکی تھی۔ اس لئے ساری تقریر کا محور یہی دو مسئلے رہے اس تقریر نے لوگوں کو اتنا متاثر کیا کہ اپنی پوری زندگی میں کسی تقریر کا ایسا اثر مجھے یاد نہیں۔ رسول دشمنی والے ناپاک اتہام کے سلسلہ میں کچھ کہتے ہوئے جب شاہ صاحب نے مولانا جامیؒ کے دو شعر ایک موقع پر پڑھے۔ تو دو آدمی تڑپ کر بیہوش ہوگئے۔ جن کو بہت دیر کے بعد ہوش آیا۔ یہ تقریر قریباً ڈھائی گھنٹہ تک ہوئی۔ اور یہ واقعہ ہے کہ اسی پہلی تقریر نے سینوں کو انگریز دشمنی کے جذبہ سے بھر دیا اور امروہہ کی فضا کو جمیعۃ کے حق میں اور آزادی کی جنگ میں کانگریس کے ساتھ اشتراک کے حق میں بالکل ہموار کر دیا۔

یہ بات ذکر کرنے سے رہ گئی۔ کہ شاہ صاحب اجلاس سے ایک دن پہلے اچانک کیوں اور کیسے آگئے؟ ہوا یہ کہ جب گاندھی جی نے سول نافرمانی شروع کر دی۔ تو شاہ صاحب نے اس کی حمایت و تائید میں حسب عادت پر جوش تقریریں شروع کر دیں۔ اُن کو پتہ چلا۔ کہ وہ بہت جلد گرفتار کرلئے جانے والے ہیں۔ اور اندازہ یہ تھا۔ کہ امروہہ کے اجلاس کو جاتے ہوئے راستہ ہی میں غالباً اُن کو گرفتار کیا جائے گا۔ اس لئے وہ چکر کاٹ کے اور کچھ راستہ کار کے ذریعہ طے کرکے ایک دن پہلے ہی امروہہ پہنچ گئے۔ کہ کسی طرح اجلاس میں شریک ہوسکیں اور کانگریس کے ساتھ اشتراک کا رزولیوشن پاس کراسکیں اگلے دن اجلاس باقاعدہ شروع ہوا۔ صدر استقبالیہ حکیم سید ابو النظر رضوی (مرحوم) تھے۔ اُن کا خطبہ بڑا دقیع اور جاندار

نذرِ عقیدت بہ سلسلہ ارتحال حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

عبد الجلیل جلیل ایڈوکیٹ

سیّد والا خطیبِ بے بدل — بندۂ خاص خدائے لم یزل
اللہ اللہ یہ عطاء اللہ کی — حافظِ قرآن و عالم باعمل
خود فصاحت جس پہ صدقے وہ بیاں — وہ زبان وہ چست فقرے برمحل
راست گو ایسا بہادر اور نڈر — فیصلہ دو ٹوک اس کا اور اٹل
اس نے سوتوں کو جگایا دم کے دم — اس نے روتوں کو ہنسایا پل کے پل
اس کا لوہا مانتا تھا ہر حریف — اس کی تقریروں میں تھا وہ زورِ بل
اس کی نظروں میں خلافت کا نظام — مشکلاتِ ملت بیضا کا حل
شمعِ ملت رو رہی ہے کس لئے — اس کا پروانہ گیا شاید کہ جل
شانِ استغنیٰ تھی اس میں ایسی کچھ — دم بخود تھے دیکھ کر اہلِ دوَل
یہ چمن سے کون رخصت ہوگیا — کھل کے پھر مرجھا گیا دل کا کنول
چل بسا وہ اہلِ جرأت کا امام — تعزیت کو اشکِ غم تو بھی نکل
ہے فنا کی حد سے آگے اس کا نام — چھو نہیں سکتی جسے ہرگز اجل
موتِ عالم موتِ عالم ہے مگر — سرمایہ ہے جو ہو وہ عالم باعمل

کانپتے تھے نام سے اس کے جلیل
سامراجی لات و عزّیٰ و ہُبل

تھا۔ لیکن اس میں مدلل طور پر کانگریس کے ساتھ اشتراک کی خلاف رائے ظاہر کی گئی تھی۔ صدر اجلاس مولانا معین الدین صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) تھے۔ اور اُن کے خطبہ میں بھی اس مسئلہ میں یہی رہنمائی کی گئی تھی۔ ان دونوں خطبوں نے کانگرس کے ساتھ اشتراک کے مسئلہ کو اور بھی مشکل بنا دیا تھا۔ لیکن آخرکار مولانا حفظ الرحمن صاحب کی تجویز کے حق میں ہی فیصلہ ہوگیا۔ یہ واقعہ ہے۔ کہ اس فضا میں اس تجویز کے پاس کرا لینے میں سب سے زیادہ حصہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہی کا تھا۔ عام وخاص مجالس کی اس شخص کی تقریروں نے فضا پلٹ دی۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ اللہ کا بندہ تقریر نہیں کرتا سحر کرتا ہے

ابھی ذکر کرچکا ہوں۔ کہ سید عطا اللہ شاہ بخاری کی گرفتاری کا ہروقت خطرہ تھا۔ ادھر یہ پالیسی طے تھی۔ کہ جہاں تک اور جس طرح ہوسکے۔ اس وقت وہ اپنے کو گرفتاری سے بچائیں۔ اور جمیعۃ کا یہ تازہ پیغام ہندوستان بھر میں پہنچائیں اور مسلمانوں کو کانگرس کے ساتھ جنگ آزادی میں شریک ہونے کی دعوت دیں۔ امروہہ میں اجلاس کے دوران ہی میں بعض مخصوص ذرائع سے یہ معلوم ہوا۔ کہ شاہ صاحب کی گرفتاری کے احکام آگئے ہیں۔ اور وہ اجلاس ختم ہونے کے بعد روانگی کے وقت گرفتار کرلئے جائیں گے۔

چونکہ طے شدہ پالیسی یہ تھی۔ کہ وہ حتی الامکان گرفتاری سے اپنے کو بچائیں اس لئے یہ چال چل گئی۔ کہ آخری رات کے آخری اجلاس کے لئے اُن کی تقریر کا خاص طور سے اور بار بار اعلان کیا گیا اور اس طرح عوام کو مشتاق بنانے کے ساتھ پولیس کو بھی شاہ صاحب کے بارہ میں مطمئن کر دیا گیا۔ اور ہوا یہ کہ شاہ صاحب ایک بڑے عجیب وغریب طریقہ پر دن ہی میں امروہہ سے نکل گئے۔ اور امروہہ کا اسٹیشن چھوڑکر ایک دوسرے قریبی اسٹیشن سے انہوں نے سفر کیا۔ اور یہ سب کچھ اس طرح ہوا کہ ان کی روانگی کا انتظام کرنے والے دو چار آدمیوں کے سوا اپنوں میں کسی کو خبر نہیں ہوئی رات کو مولانا احمد سعید صاحب (علیہ الرحمہ) کی تقریر شروع ہوئی۔ اس دن مولانا کی تقریر بھی بڑی غیر معمولی قسم کی ہوئی۔ اس کے باوجود یہ محسوس ہوتا رہا کہ مجمع بڑی بے چینی کے ساتھ شاہ صاحب کی تقریر کا منتظر اور مشتاق ہے۔ مولانا نے رات کے قریبًا دو بجا دئے اور ایک دم کلائی کی گھڑی کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔ اوہو دو بجے کے قریب ہیں! لو بھئی السلام علیکم۔ اب شاہ صاحب کی تقریر پھر کبھی سُن لینا یہ سن کر پولیس والے بھی ہکّا بکّا رہ گئے۔

شاہ صاحب نے امروہہ سے نکل کر ایک طوفانی دورہ شروع کیا۔ وہ عرصہ تک گرفتار نہ ہوسکے۔ انہوں نے قریبًا پورے شمالی ہند کا دورہ کرلیا۔ ۳۰ء کی سول نافرمانی میں جو ہزار ہا مسلمان جیل گئے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اُن کی بہت بڑی تعداد تنہا شاہ صاحب ہی کی پرجوش اور آتشیں تقریروں کے حساب میں تھی۔

اللہ تعالےٰ نے ان کو کتنی کشش اور تاثیر دی تھی۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جاسکتا ہے۔ کہ غالبًا اپنے اسی دورہ میں وہ بدایوں بھی گئے۔ مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی مرحوم کے مہمان ہوئے۔ معلوم ہے۔ کہ موصوف اپنے بدایونی مسلک میں کیسے پختہ تھے۔ اور یہ بھی جانتے تھے۔ کہ سید عطا اللہ شاہ بخاری (بریلوی حضرات کی اصلاح کے مطابق) ٹھیٹ وہابی ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے خوب یاد ہے۔ کہ مولانا بدایونی مرحوم امروہہ کے اجلاس میں "کانگرس کی جنگ آزادی میں شرکت والے رزولیوشن کے اہم مخالفین میں تھے۔ لیکن اس اختلاف مسلک اورسیاسی اختلاف رائے کے باوجود سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریروں اور اُن کے خلوص سے ان کا قلب اتنا متاثر تھا۔ کہ کھانے کے لئے ہاتھ دھونے کے وقت خود سلپچی اور لوٹا ہاتھ میں لے کر شاہ صاحب کے ہاتھ دُھلاتے تھے۔ اور اپنے شدید اصرار سے شاہ صاحب کو اس معاملہ میں مجبور کر دیتے تھے۔ اللہ تعالےٰ دونوں پر اپنی رحمتیں فرمائے۔

یہ تو جملہ معترضہ کے طور پر ایک بات درمیان میں آگئی تھی۔ ورنہ ذکر ان کے ۳۰ء کے دورہ کا ہو رہا تھا، انہوں نے پنجاب سے بنگال تک کا دورہ کیا اور بنگال جاکر گرفتار ہوئے اور سزا پاکر وہیں علی پور جیل میں رہے

یہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ شاہ صاحب اور اسی طرح اُن کے خاص رفقاء کو اپنی اس جد و جہد اور قربانی سے اس کی بالکل امید نہیں تھی کہ کانگرس اور اس کے لیڈروں کی طرف سے اُس کا اعتراف بھی کیا جائے گا، یا وہ اس قربانی کے ذریعہ کانگرس میں کوئی پوزیشن حاصل کر سکیں گے بلکہ اس کے برعکس انہیں سابق تجربوں کی بناء پر پورا یقین تھا۔ کہ کوئی ایسا مسلمان کانگرس میں کوئی پوزیشن حاصل نہیں کر سکتا۔ جو اسلام اور مسلمانوں کا بھی پورا وفادار اور اس موضوع پر بھی لڑ جانے والا ہو ——— اور بالکل یہی چیز سامنے آئی۔ ۱۹۳۰ء کی اس جنگ آزادی کے بعد جب دوسری گول میز کانفرنس سے پہلے گاندھی اِرون پیکٹ ہُوا۔ اور سارے سیاسی قیدی رہا کئے گئے اور اس کے بعد کراچی میں آل انڈیا کانگرس کا اجلاس ہُوا تو پنجاب کانگرس نے سوچی سمجھی اسکیم کے تحت یہ کیا کہ سید عطاءاللہ شاہ اور ان کے رفیقوں کو کانگرس کے نظام سے دور رکھا۔ یہاں تک کہ کراچی کے اجلاس میں یہ لوگ صرف مشاہد کی حیثیت سے شریک ہو سکے۔

بہرحال یہ واقعہ ہے کہ سیّد عطاء اللہ شاہ اور ان کے رفقاء کے سامنے اس جد و جہد اور قربانی کا محرک صرف یہ تھا کہ کانگرس انگریز کو ہندوستان سے بیدخل کرنے کے لئے ایک لڑائی لڑ رہی ہے۔ ہمیں صرف اس مقصد کی خاطر اس میں حصہ لینا چاہئے۔

کانگرس کے اس رویّہ اور مزاج ہی کا تجربہ کر کے شاہ صاحب اور ان کے رفقاء نے اپنی ایک مستقل سیاسی تنظیم "مجلس احرار اسلام" قائم کرنے کی ضرورت سمجھی تھی۔ لیکن اس کے باوجود ۴۷ء تک برابر ان کا رویہ اور مسلک یہی رہا کہ وہ انگریزی اقتدار کے خلاف کانگرس کے ہر اقدام میں اس کے ساتھ بلکہ عمل اور قربانی میں آگے رہتے اور اسی طرح لیگ کانگرس آویزش میں بھی وہ اپنی رائے اور ضمیر کے فیصلہ

کے مطابق لیگ کے خلاف صف آراء رہے۔ اور آزادی سے پہلے ۱۹۳۶ء اور ۱۹۴۶ء کے دونوں جنرل الکشنوں میں بھی انہوں نے اپنی پوری طاقت کانگرس کے حق میں استعمال کی۔ اور اگر آزادی کا حصول کانگرس کی جدوجہد کا نتیجہ ہے تو بلاشبہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے رفقاء کا اس میں بہت بڑا حصہ ہے۔ لیکن ہندوستان کے لئے یہ بات کتنی شرمناک ہے۔ اور تاریخ اس کو کس طرح معاف کر سکتی ہے کہ ۱۹۴۷ء میں جب ملک آزاد ہوا تو سید عطاء اللہ شاہ کو اپنے وطن امرتسر سے نکل کر اُس پاکستان میں جانا پڑا جس کی اُس نے آخری وقت تک (بلکہ کانگرس کے پاکستان قبول کر لینے کے بعد تک بھی) بھرپور مخالفت کی تھی۔

میرا خیال ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ کے لئے بھی یہ ممکن تھا کہ وہ اپنے رفیق خاص مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی مرحوم کی طرح پاکستان کی طرف دھکیلے جانے کے بعد پھر ہندوستان واپس آ جاتے اور شاید ہم مسلمانان ہندوستان کے لئے اُن کا یہاں آ جانا کچھ مفید ہی ہوتا۔ لیکن غالباً اُن کے مجروح جذبات نے اس کو اس پر آمادہ نہیں ہونے دیا کہ ایسے طوطا چشموں کا وہ کوئی احسان لیں اور ان سے کوئی امید رکھیں۔ دوسری طرف پاکستان میں کئی حکومتیں بدلیں۔ لیکن سیاسی سرگرمیوں سے بالکل کنارہ کش ہو جانے کے باوجود قریباً ہر حکومت ہی کے وہ معتوب رہے کیسی بدقسمتی ہے اس ملک اور قوم کی جس کے پاس سید عطاء اللہ شاہ جیسی ایک طاقت موجود ہو اور وہ اس سے کوئی کام نہ لے بلکہ اُس کو کوئی کام کرنے کا موقع بھی نہ دے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی وفات نے ایک طویل تاریخ یاد دلا کر ہندوستانی مسلمانوں کے ایک ایسے مسئلہ کی طرف ذہن کو بڑی شدت سے متوجہ کر دیا جو ۱۹۴۷ء کے بعد سے کچھ نظر انداز سا ہوتا جا رہا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے کم از کم مسلمانوں کے اُس مذہبی طبقہ کے نزدیک جو آزادی کی جنگ میں اور اس کے سلسلہ کی قربانیوں میں آگے آگے رہا۔ ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل میں اس مسئلہ کو خاص اہمیت بلکہ اوّلیت حاصل تھی۔ اس سے میری مراد ہے آزاد ہندوستان میں ہماری دینی و ملّی خصوصیات اور ہمارے مخصوص شرعی قوانین (پرسنل لاء) کے تحفظ کا مسئلہ ۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ گزشتہ دور کے جمعیۃ العلماء کے صدارتی خطبات میں غالباً کوئی ایک بھی ایسا خطبہ نہ ہوگا جس میں اس مسئلہ کا تذکرہ مسلمانوں کے خاص الخاص اور سب سے اہم مسئلہ کی حیثیت سے نہ کیا گیا ہو اس کے علاوہ مختلف موقعوں پر جمعیۃ نے جو فارمولے مرتب کئے اُن سب میں بھی اس مسئلہ کو مسلمانوں کی دینی و ملّی زندگی کا اہم ترین مسئلہ قرار دے کر دفعات مرتّب کی گئی تھیں ۔۔۔۔ اور مولانا سید محمد سجادؒ (نائب امیر شریعت صوبہ بہار) نے تو ۳۸ء ۱۹۳۹ء میں "نظارت امور شرعیہ" کے عنوان سے ایک مکمل دستوری خاکہ بھی تیار کر کے شائع کیا تھا جس کے متعلق مرحوم کا خیال تھا کہ آزاد ہندوستان کی جمہوری حکومت کا جو نقشہ کانگرس کے سامنے ہے یہ خاکہ آسانی سے اس میں فٹ ہو سکے گا ۔۔۔۔ بہرحال ۱۹۴۷ء سے پہلے تک اس سلسلہ میں یہ سب کچھ ہوتا رہا۔ لیکن ۱۹۴۷ء میں جب ہندوستان آزاد ہوا اور وہ وقت آیا جس کے لئے یہ ساری تجویزیں اور سارے فارمولے تھے تو ملک کے حالات اتنے خراب اور فضا اتنی تاریک تھی کہ ان سوالات کے اٹھانے کی واقعۃً کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔ لیکن ظاہر ہے کہ ۱۴ برس گزر جانے کے بعد فضا وہ نہیں رہی ہے اور جس طرح جان و مال، عزت و آبرو اور دوسرے عام شہری حقوق میں مساوات کے سوالات ملک کے ذمہ داروں کے سامنے آ چکے ہیں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ یہ مسئلہ بھی اُس سنجیدگی کے ساتھ جو اس کا حق ہے سامنے آئے ۔۔۔۔ اس کے بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس معاملہ میں اب تاخیر ہوگی وہ مسئلہ کے لئے اُسی قدر مُضر ہوگی۔

ہمارے دوسرے مسائل جن کا تعلق ہماری مادی اور دنیوی ضرورتوں سے ہے، بہت اہم ہونے کے باوجود بھی ہمارے خاص مسائل نہیں ہیں وہ تو ملک کے دوسرے بھی بہت سے طبقوں کے مسائل ہیں۔ ہمارے خاص مسائل تو در اصل وہی ہیں جن کا تعلق ہماری اسلامیت سے ہے ۔۔۔۔ کم از کم اس مذہبی حلقہ کا تو ہر واقف کار خوب ہی جانتا ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ سے لے کر سید عطاء اللہ شاہ بخاری تک اس قافلہ کے تمام ہی مجاہدین نے ملّت اسلامیہ ہند کے انہی مسائل کو نصب العین کے طور پر سامنے رکھ کر قربانیاں دی تھیں اور اسی بنیاد پر وہ اپنی جد و جہد اور اپنی قربانیوں کو اعلاء کلمۃ اللہ کی جدوجہد اور قربانی سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اجر کی توقع رکھتے تھے۔

یاد آتا ہے کہ اب سے ۴۱ ۴۲ سال پہلے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی یا علی گڑھ کے اپنے خطبہ میں، پہلی جنگ عظیم کے بعد مقامات مقدسہ اور ممالک اسلامیہ پر صلیبی طاقتوں کے تسلط کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "اس صورت حال سے آج ابوعبیدہ بن الجراح، معاذ بن جبل، سعد بن ابی وقاص اور خالد بن ولید کی روحیں بے چین ہیں" ۔۔۔۔ ان سطور کا لکھنے والا جو ایک سخت گنہگار قسم کا آدمی ہونے کے علاوہ نہایت درجہ بے عمل اور نکما بھی ہے ایسی کوئی بات کہنے کا ہرگز اہل نہیں ہے لیکن اس کا اپنا یہ احساس اور یقین ضرور ہے کہ اس مسئلہ میں ہماری کوتاہی اور ہمارا تغافل ہمارے ان بزرگوں کی روحوں کے لئے یقیناً تکلیف اور بے چینی کا باعث ہوگا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا

محمد شفیع عمرالدین (سانگھڑ)

از مکافات عمل غافل مشو

(۲)

دوزخیوں کی نہ پوری ہونے والی آرزوئیں

(۱) جنتیوں سے خوردونوش کی طلب

وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۔

(الاعراف آیت ۵۰)

ترجمہ - اور دوزخ والے بہشت والوں کو پکاریں گے - کہ ہم پر تھوڑا سا پانی بہا دو یا کچھ اس چیز میں سے دو جو تمہیں اللہ نے رزق دیا۔

جنتی انہیں مایوس کن جواب دیں گے

قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَی الْكٰفِرِیْنَ ۝ (الاعراف ایت ۵۰)

ترجمہ کہیں گے بے شک اللہ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کیا ہے -

اور بہشت کی نعمتیں کافروں پر کس لئے حرام ہیں؟

اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ۝ (الاعراف ایت ۵۱)

ترجمہ - جنہوں نے اپنا دین تماشا اور کھیل بنایا۔ اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے سو آج ہم انہیں بھلا دیں گے - جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا - اور جیسا وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے -

(۲) تخفیف عذاب کا سوال

وَقَالَ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ مومن ۴۹

ترجمہ - اور دوزخی جہنم کے داروغہ سے کہیں گے کہ تم اپنے رب سے عرض کرو - کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر دیا کرے -

انہیں سوال ہوگا

قَالُوْۤا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِیْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ (المؤمن آیت ۵۰)

ترجمہ - وہ کہیں گے تمہارے پاس رسول نشانیاں لے کر نہ آتے تھے

دوزخی جواب دیں گے

قَالُوْا بَلٰی (المومن آیت ۵۰)

ترجمہ - کہیں گے ہاں آتے تھے -

اس کے بعد یہ جواب ملے گا

قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ۝ (المؤمن آیت ۵۰)

ترجمہ - کہیں گے پس پکارو اور کافروں کا پکارنا بے سود ہوگا

" دوزخ کے فرشتے کہیں کے سفارش ہمارا کام نہیں - ہم تو عذاب پر مقرر ہیں - سفارش کا کام ہے - رسولوں کا - سو رسولوں کے تو تم برخلاف تھے

(موضح القرآن)

۲- وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰی عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝ (فاطر آیت ۳۶)

ترجمہ - اور جو منکر ہوگئے - ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ ان پر قضا آئے گی کہ مرجائیں - اور نہ ہی ان سے اس کا عذاب ہلکا کیا جائے گا - اسی طرح ہم ہر ناشکرے کو سزا دیا کرتے ہیں -

۳- اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝

(الزخرف آیت ۷۴-۷۵)

ترجمہ - بے شک گنہگار عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے ان سے ہلکا نہ کیا جائیگا اور اسی میں مایوس پڑے رہیں گے۔

(۳) دوزخ سے نکالے جانے کا سوال

وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ (فاطر آیت ۳۷)

ترجمہ - اور وہ اس میں چلائینگے کہ اے ہمارے رب ہمیں نکال ہم نیک کام کریں برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے -

انہیں یہ جواب ملیگا

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ (فاطر آیت ۳۷)

ترجمہ - کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی - جس میں سمجھنے والا سمجھ سکتا تھا -

تجھے دنیا میں رہنے کے لئے کافی عمر ملی تھی - عقل و ہوش عطا ہوا تھا دنیاوی معاملات میں تو بڑا ہوشیار تھا مگر دین سے بیگانہ بنا رہا - کبھی یہ بھی نہ سوچا تھا - کہ میرا دنیا میں پیدا کرنے کا مقصد کیا تھا - اب اس سوال کا کوئی جواب نہ بن پڑے گا

لہذا حکم ہوگا

فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ (فاطر ایت ۳۷)

ترجمہ - پس مزہ چکھو - پس ظالموں

کا کوئی مددگار نہیں۔

(۴) موت کا سوال

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۔ (الزخرف آیت ۷۷)

ترجمہ۔ اور وہ پکاریں گے اے مالک! تیرا پروردگار ہمارا کام تمام کردے۔

نا امیدی کا جواب

قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝ (الزخرف آیت ۷۷)

ترجمہ۔ وہ کہے گا بیشک تمہیں تو ہمیشہ رہنا ہے

"مالک نام ہے فرشتہ دوزخ کا جو دوزخ کا داروغہ ہے۔ دوزخی اس کو پکاریں گے۔ کہ ہم نہ مرتے ہی ہیں۔ نہ چھوٹتے ہیں۔ اپنے رب سے کہہ کر ایک دفعہ عذاب دے کر ہمارا کام ہی تمام کردے۔ گویا نجات سے مایوس ہوکر موت کی تمنا کریں گے "یعنی چلّانے سے کچھ فائدہ نہیں تم کو اسی حالت میں ہمیشہ رہنا ہے کہتے ہیں دوزخی ہزار برس چلائیں گے تب وہ یہ جواب دے گا۔"

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

(۵) دنیا میں دوبارہ بھیجے جانے کا سوال

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ (السجدہ آیت ۱۲)

ترجمہ۔ اور کبھی تو دیکھے جس وقت منکر اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں گے۔ اے رب ہمارے ہم نے دیکھ لیا۔ اور سن لیا۔ اب ہمیں بھیج دے کہ اچھے کام کریں۔ ہمیں یقین آگیا ہے۔

اب انہیں پتہ لگا۔ کہ دنیا میں ایمان لانے اور عمل صالح بجا لانے میں کیا کیا برکتیں تھیں

۶۔ سفارشی کی تلاش

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَاۤ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ (الاعراف آیت ۵۳)

ترجمہ۔ ان لوگوں کے لئے جو ایمان لے آئے ہیں۔ انہیں اور کسی بات کا انتظار نہیں صرف آخری نتیجہ کا انتظار ہے۔ جس دن اس کا آخری نتیجہ نکل آئے گا اس دن جو اسے پہلے سے بھولے ہوئے تھے۔ کہیں گے کہ واقعی ہمارے رب کے رسول سچی باتیں لائے تھے۔ سو اب کوئی ہمارا سفارشی ہے۔ آیا کیا ہم پھر واپس بھیجے جا سکتے ہیں؛ تاکہ ان اعمال کے خلاف جنہیں کیا کرتے تھے۔ دوسرے اعمال کریں۔ بے شک انہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا۔ اور جو باتیں بناتے تھے۔ وہ سب گم ہوگئیں

"کتاب اللہ میں جو دھمکیاں عذاب کی دی گئی ہیں۔ کیا یہ اس کے منتظر ہیں۔ کہ جب دھمکیوں کا مضمون (مصداق) سامنے آجائے۔ تب حق کو قبول کریں حالانکہ وہ مضمون جب سامنے آئے گا یعنی عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔ تو اس وقت قبول کرنا کچھ کام نہ دے گا۔ اس وقت سفارشیوں کی تلاش ہوگی۔ جو خدا کی سزا سفارش کرکے معاف کرادیں۔ اور چونکہ ایسا سفارشی کافروں کو کوئی نہ ملے گا۔ تو یہ تمنا کریں گے۔ کہ ہم کو دوبارہ دنیا میں بھیج کر امتحان کرلیا جائے۔ کہ اس مرتبہ اپنے جرائم کے خلاف ہم کیسی نیکی اور پرہیزگاری کے کام کرتے ہیں لیکن اب تمنا سے کیا حاصل۔ جب کہ خود اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو برباد کرچکے اور جو جھوٹے خیالات پکا رکھے تھے وہ سب رفو چکر ہوگئے۔"

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

فکر فردا

آئندہ پیش آنے والے یہ سب واقعات اس لئے بیان کئے گئے ہیں۔ تاکہ ہم اپنی روش سدھار لیں ۝

انہیں کل کی فکر آج کرنی سکھا دے
ذرا اُن کی آنکھوں سے پردہ اٹھا دے

(مولانا حالیؒ)

لہٰذا

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝ (الشوریٰ آیت ۴۷)

ترجمہ۔ اس سے پہلے اپنے رب کا حکم مان لو۔ کہ وہ دن آئے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں۔ اس دن تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔ اور نہ تم انکار کر سکو گے۔

یعنی ایمان لاکر یہ چار روزہ زندگی اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق بسر کرلو۔

۲۔ وَاتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ آیت ۵۵-۵۸

ترجمہ۔ اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرو۔ جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں۔ اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آجائے۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو کہیں کوئی نفس کہنے لگے۔ ہائے افسوس اس پر جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی۔ اور میں تو ہنسی ہی کرتا رہ گیا۔ یا کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھ کو ہدایت دیتا تو میں پرہیزگاروں سے ہوتا یا کہنے لگے کہ جس وقت عذاب کو دیکھے گا۔ کہ کاش مجھے واپس لوٹنا ہو۔ تو میں پرہیزگاروں سے ہوجاؤں۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ

جانشین حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اہم اعلان

من جانب سید عطاء المنعم ابوذر بخاری ابن اکبر حضرۃ امیر شریعۃ رحمۃ اللہ علیہ مہتمم مدرسہ احرار الاسلام ـ ملتان شہر

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام احباب و متوسلین کی خدمت میں بطور خاص اور عام اہل اسلام سے بالعموم میری ایک التماس ہے جسے بغور ملاحظہ کیا جائے۔

۱ ـ حضرت مرحوم کی حیات میں اس عاجز نے اپنی طبعی و قلبی خواہش نیز بیشمار مخلصین کے تقاضے کی بناء پر حضرت کے مکمل و مفصل سوانح حیات جمع اور شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن اپنی محرومی و بدنصیبی کہ یہ کارِ عظیم حضرت کی موجودگی میں نہ باقاعدہ شروع ہوا اور نہ انجام کو پہنچا۔ جس کا ایک دائمی قلق ہمیشہ دل کو بیقرار و ملول رکھے گا۔ تاہم حضرت کی قائدانہ و مرشدانہ ہمہ گیر اسلامی و تبلیغی اور متحرک و ہنگامہ خیز زندگی چونکہ آئندہ نسلوں کے لئے ایک اسوہ و نمونہ ہے اس کی بقدر ممکن عکاسی ہم لوگوں کے فرائض میں شامل ہے اور اس سلسلہ میں کچھ جامع و اہم اور قیمتی تحریری مواد تو محفوظ ہے۔ البتہ حضرت کی چالیس برس کے طویل عرصہ میں ہونے والی شعلہ بار و انقلاب انگیز تقاریر و خطبات کا کوئی مستقل مجموعہ بدقسمتی سے موجود نہیں اور جو کچھ ذخیرہ حضرت کے خصوصی خوشہ چیں برادر محترم جناب مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی زید لطفہٗ نے برسوں کی محنت شاقہ سے جمع کیا تھا وہ بعض مہربانوں کی کارفرمائیوں کی نذر ہو کر گم ہو چکا ہے اور تقسیم ملک کے بعد دس برس کے عرصہ میں ہونے والی تقاریر کا خلاصہ شائع ہو کر برائے نام محفوظ ہے ایسے ہی حضرت مرحوم کے ذاتی حالات و واقعات مجالس اور ایام اسیری کی رودادیں آپ کے ملفوظات، لطائف و ظرائف، اشعار و محاورات وغیرہ کا بے پایاں ذخیرہ کاغذ کے بجائے ملک بھر میں حضرت کو دیکھنے ملنے اور سننے والوں کے دل و دماغ میں قدرے مستحضر ہے۔ پھر چونکہ قانون زندگی کے ماتحت پرانے لوگ یکے بعد دیگرے اٹھ رہے ہیں۔ نتیجۃً ان چیزوں کا حصول بھی جو ابھی قدرے مشکل معلوم ہوتا ہے چند دنوں بعد قطعاً ناممکن ہو جائیگا۔ اور جو کچھ ان دنوں بعض جرائد و رسائل میں متفرق طور پر شائع ہوا یا ہو رہا ہے ان میں سے ذاتی حالات بہت حد تک غیر مستند بعض واقعات قطعاً غلط اور بہت سے واقعات نامکمل اور متغیر الفاظ و معانی کے ساتھ لکھنے والوں کے ذاتی رجحانات و معلومات کے آئینہ دار ہیں جس سے حضرت مرحوم کے سوانحی خطوط میں بہت سی غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کو راہ پانے کا موقعہ مل رہا ہے۔ لہٰذا احقر نے یہ تجویز اور فیصلہ کیا ہے کہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے حضرت کے جاننے اور دیکھنے سننے والوں سے بطور خاص اور عام باشندگان ملک سے عموماً یہ التماس کروں کہ وہ اپنی صحیح معلومات کو مختلف عنوانات کے تحت زیادہ سے زیادہ تفصیل کے ساتھ ضبط تحریر میں لا کر راقم الحروف کے نام ارسال فرما دیں۔ اس بارہ میں یہ تا ملحوظ رہے کہ جملہ تقاریر و ملفوظات اور حالات و واقعات کو موقع بیان اور مقام واقع نیز بقدر ممکن یادداشت سے سال و ماہ اور تاریخ و یوم کی قید کے ساتھ منضبط کریں۔ تاکہ تمام مواد کو تاریخی طور پر بآسانی مرتب کر کے اپنی دیرینہ آرزو اور احباب کے مطالبہ کے مطابق جلد ہی سے جلدی کتابی صورت میں شائع کر کے مخلصین کی معلوماتی تشنگی کو دور کیا جا سکے اور حضرت مرحوم کی زندگی کو جذباتی مگر غلط تحریرات کے گمراہ کن اثرات سے محفوظ کر کے ان کی روح کی تسکین کا سامان بھی بہم پہنچایا جا سکے ـ یہ التماس کا ایک جزو ہے دوسرا جزو حسب ذیل ہے ـ

دوسرا اعلان

دوسری خصوصی گذارش جس کی اہمیت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد نمایاں تر ہو گئی ہے وہ یہ ہے کہ ان دنوں قدرتی طور پر حضرت کی کوئی مخصوص و مفید یادگار قائم کرنے کی تجویز بعض جرائد و رسائل میں موضوع بن گئی ہے۔ چونکہ یہ مسئلہ بھی بڑا جذباتی ہے لہٰذا اس کے متعلق بھی چند ایک باتیں پیش کرنا ضروری ہیں

حضرت مرحوم کی اصل یادگار تو ان کا وہ اٹل عزم و عمل، اخلاص و ایثار اور چالیس سالہ مجاہدانہ زندگی ہے جو انہوں نے حریت و استخلاص وطن سربلندیٔ قوم و ملت، غلبۂ اسلام، قیام حکومت الٰہیہ اور تحفظ مسئلہ ختم نبوت کے لئے تا دمِ زیست جاری رکھا۔ اور آج ہمارے لئے ان کے عقائد و جذبات اور مجاہدات کی عملی تبلیغ و تلقین ہی ان کی اس یادگاہ کے تحفظ کا واحد ذریعہ ہے۔ تاہم مادی طور پر کوئی محسوس و متعین یادگار قائم کرنا بھی ضروری اور مفید ہے۔ اس سلسلہ میں فقیر کی ایک واقعاتی و عملی اور مطابق جذبات و عقائد یہ تجویز ہے کہ اس عاجز نے حضرت کی حیات ہی میں آج سے تقریباً سوا سات برس پہلے حضرت کی معذوری کے باوجود ان کی سرپرستی میں ایک مختصر سا دینی مکتب بنام مدرسہ احرار اسلام جاری کیا تھا اگرچہ یہ مکتب بعض خاص عوارض اور مشکلات کے باعث حسب دلخواہ ترقی نہیں کر سکا۔ تاہم ہجوم موانع میں بھی یہ فقیر اس کا نام اور کام قائم رکھے ہوئے ہے۔ میری مخلصانہ تجویز یہ ہے کہ کوئی کتب خانہ، دار المطالعہ، دار التصنیف، دار الاشاعت یا دار الحفاظ اور دار العلوم قائم کرنے کی بجائے حضرت کے تمام قدیم احباب و مخلصین اور جدید متعارف و معتقد برادری قائم شدہ دینی مکتب کو چلائیں۔ اس کے لئے مکمل عزم و توجہ، اخلاص و ایثار اور امداد و تعاون کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس کی ترقی کی راہیں سوچیں اور اسی مکتب میں قائم شدہ نہایت مختصر مگر قیمتی کتب خانہ سے کام لے کر اور اس میں ضروری لٹریچر کا اضافہ کر کے اس کے ساتھ ہی دار المطالعہ، دار التربیت (بغرض تصنیف و تقریر و خطابت) اور دیگر مطابق ضرورت شعبہ جات قائم کر کے اسی کو ایک مکتب سے جامعہ اور دار العلوم کے مقام تک پہنچائیں تاکہ حضرت مرحوم کے اس پسندیدہ نام کے ساتھ ساتھ ان کے محبوب کام اور مقصد کا پورے خلوص اور ذوق و شوق کے ساتھ تحفظ اور احیاء بھی ہوتا رہے۔ جماعتی روایات بھی زندہ رہیں اور اس خاص شعور و فکر کی جو حضرت کا نصب العین تھا آئندہ نسلوں میں مناسب و محفوظ طریقہ سے تخم ریزی و پرورش کا سامان بھی مہیا کیا جا سکے جس سے ان کی حقیقی، دینی، اجتماعی اور محسوس و متعین یادگار جس کی ان کی زندگی میں ہی بنیاد پڑ چکی تھی قائم و محفوظ بھی رہ سکے گی اور ایک مستقل دینی خدمت کا جماعتی انداز میں فتحیاب بھی ہو سکے گا۔ مجھے قوی امید ہے کہ حضرت مرحوم کے تمام عقیدتمند میری اس تجویز کو بے ضرورت خیال آرائی اور تنقید و تبصرہ کا موضوع بنانے کے بجائے ایک واقعاتی اور مثبت علمی و فکری اور دینی و اجتماعی خدمت کا لائحۂ العمل سمجھتے ہوئے ــــــ نہ صرف یہ کہ اس سے محض ذہنی یا زبانی تائید کریں گے بلکہ اپنے مخصوص و مشہور جذبۂ عمل کے تحت اس تجویز کو اپنی زندگی کا ایک اہم مقصد قرار دے کر اس کے لئے فوری طور پر جد و جہد میں مصروف ہو جائیں گے اس یادگار کے بقاء و تحفظ کے سلسلہ میں جو حضرات کچھ مزید مثبت اور تعمیری تجاویز ارسال کر کے میری رہنمائی کرنا چاہیں ان کے خیالات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ان کے مشورات پر بقدر ممکن عمل کرنے کی سعی کی جائے گی۔ لہٰذا میں یہ تحریر پیش کرنے کے بعد اپنے بزرگوں دوستوں اور عام مسلمان بھائیوں کی طرف سے عملی تعاون و ایثار کا بڑی بے تابی سے منتظر رہونگا چونکہ ماہ اکتوبر کی ۶، ۷ تاریخ کو ملتان میں مدرسہ تعلیم القرآن کے زیر اہتمام ایک اہم تبلیغی اجتماع بھی ہو رہا ہے۔ لہٰذا تمام حضرات کو اسی موقع پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں بالضرور پہنچنے کی تاکید کے ساتھ ساتھ مذکورہ یادگار کے سلسلہ میں اپنی اپنی ٹھوس اور قابل عمل تجاویز مناسب الفاظ میں لکھ کر ساتھ لانے کی بھی تلقین کرتا۔ مجھے امید ہے کہ مجھ فقیر کی

(باقی صفحہ)

جانشین امیر شریعت کی شکر گزاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں علیحدہ علیحدہ جواب دینے کی بجائے اخبار کے ذریعہ تمام اطبّاء، حکماء، ڈاکٹروں، ہمدردوں، آنے والوں، خطوط لکھنے والوں، اخبارات کے ایڈیٹروں اور مختلف خدمات کرنے والے حضرات کا دلی شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے لئے اور سب کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی سچی پیروی نصیب فرمائے۔

امید ہے کہ تمام حضرات اس کو جواب تصور فرما کر ممنون کریں گے۔ فقط

(نوٹ) حضرت جانشین امیر شریعت کے طویل مکتوب گرامی کا خلاصہ درج کیا گیا ہے۔

(مدیر)

بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

کم ازکم ایک ہزار دو سو تیئس عورتیں اس بدکام کو سرانجام دیتی ہیں۔ تو اگر ہر طوائف روزانہ چار بار منہ کالا کرتی ہو۔ تو صرف لاہور میں ایک سال کے اندر تقریباً اٹھارہ لاکھ زنا ہوجاتے ہیں۔ اور اگر سارے مغربی پاکستان کی دوہزار ایک سو اٹھائیس سرکاری منظور شدہ طوائف کی کارگزاری اسی حساب سے جمع کریں۔ تو سالانہ تیس لاکھ چونسٹھ ہزار زنا ہوجاتے ہیں۔ اور یہ صرف لائسنس یافتہ زناخانوں کا حال ہے۔ پرائیویٹ اڈوں کا کاروبار اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ اور یہ صرف مغربی پاکستان کا حال ہے مشرقی پاکستان کا کاروبار اس کے سوا ہے اللہ تعالیٰ و تبارک سے بڑھ کر کون حلم کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ جس نے زنا کی سزا رجم اور سو دُرّے مقرر فرمادی ہے اور جس کی اطاعت میں خیرالقرون کے مسلمانوں نے اخلاق اور کیرکٹر کا وہ بلند معیار پیش کیا۔ جس کا لوہا دشمنوں کو بھی ماننا پڑا اور مخالفین اسلام نے مسلمانوں کی فتوحات کا سبب ہی خدا ترسی اور بلندیٔ کردار کو قرار دیا۔ آج ہم کس منہ سے اپنے کو مسلمان کہہ سکتے ہیں اور کون ہے۔ جو اس بوجھ کو اٹھاسکے۔

حکومت کا مستحسن اقدام

اگر ہماری حکومت نے انگریزی عہد کی اس ملعون یادگار کے خلاف اور اسی طرح کی دوسری سماجی برائیوں کے انسداد کی خاطر معاشرتی اصلاح کا کمیشن قائم کیا ہے۔ تو اس مستحسن اقدام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کمیشن کے ارکان کو خدا تعالیٰ کی اس کھلی بغاوت کے خلاف جچے تلے الفاظ میں اس کو قطعی بند کر دینے کی رائے دے کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو جانا چاہئے۔ مسلمانوں کی حکومت کا اصلی فائدہ ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ جو برائیاں سالہا سال کی جد و جہد سے ختم نہیں ہوسکتیں وہ حکومت کے ایک حکم سے بند کردی جاسکتی ہیں۔ اور یہی قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ

ترجمہ۔ جن کو ہم زمین میں غالب ۴۴ کردیں تو وہ نمازیں قائم کرینگے زکوتیں دیں گے اور اچھے کاموں کا حکم اور برائیوں کی ممانعت کریں گے)

غور فرمائیں کہ یہ ان لوگوں کے لئے ارشاد ہے۔ جن کو زمین کا اقتدار بخش دیا جائے۔ جس کا مطلب یہی ہے۔ کہ وہ حکماً ارکان اسلام کو قائم اور فواحش و منکرات کا انسداد کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے آمین

صفحہ ۱۴ سے آگے

یہ باتیں یہاں ایک خاص تأثر کے تحت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ذکر کے سلسلہ میں بے اختیار زبان پر آ گئیں۔ ان کا مقصد ہرگز کسی پر تنقید نہیں ہے۔ یہ ناچیز اس قسم کے تمام امور میں سب سے زیادہ قصوروار اور مسئول اپنے ہی کو سمجھتا ہے۔

یہ سلسلہ بالکل غیرارادی طور پہ بہت طویل ہو گیا اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی زندگی کے صرف ایک ہی پہلو کا اس میں ذکر آیا اور وہ بھی وہ بہت ناتمام، اب اسی پر ختم کیا جاتا ہے اُن کے لکھنے والے دوستوں نے بہت کچھ لکھا ہوگا اور لکھیں گے آخر میں ناظرین سے رسمی طور پر نہیں بلکہ دل کی گہرائی سے یہ درخواست ہے کہ اس عاجز کے تعلق سے شاہ صاحب کے لئے اہتمام سے مغفرت و رحمت کی دعا فرمائیں اور ساری باتیں تو یہیں رہ جائیں گی۔ لیکن آپ کا یہ تحفہ ضرور انشاء اللہ موصوف کی خدمت میں پہنچ کر ان کی راحت اور مسرت کا باعث ہوگا۔

بقیہ اعلان جانشین حضرت امیر شریعت

بر وقت توجہ دہانی اور تجویز آپ سب حضرات کو ایک مرکز عقیدہ و عمل پر جمع کرنے میں بہت زیادہ ممد و معاون ہوگی۔

فقیر سید ابوذر بخاری ابن اکبر حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ مقیم ۲-۱۳۲ کوٹ تغلق شاہ۔ ملتان شہر۔

بقیہ صفحہ ۱۹

سے روئے اس کا آگ میں جانا ایسا ہی مشکل ہے جیسا دودھ کا تھنوں میں واپس جانا۔ حضرت عقبہ بن عامر ایک صحابی ہیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نجات کا راستہ کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو روکے رکھو۔ گھر میں بیٹھے رہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔ حضرت عائشہ رضؓ نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ آپ کی امت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بے حساب کتاب جنت میں داخل ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ جو اپنے گناہوں کو یاد کرکے روتا رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ اللہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسند نہیں۔ ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو، دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے راستہ میں گرا ہو ایک جگہ ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی ایسے ہوں گے جن کو اللہ پاک اپنا سایہ عطا فرمائیں گے ایک وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھ سے آنسو بہنے لگیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا ارشاد ہے کہ جو رو سکتا ہے وہ روئے، اور جس کو رونا نہ آئے وہ رونے کی صورت ہی بنا لے۔

ثابت بنانی کی آنکھیں دُکھنی آ گئیں۔ حکیم نے کہا کہ رویا نہ کرو آنکھیں اچھی ہو جائیں گی۔ کہنے لگے پھر آنکھ میں خوبی ہی کیا جو روئے نہیں۔ یزید بن میسرہ کہتے ہیں۔ کہ رونا سات وجہ سے ہوتا ہے۔ خوشی سے، جنون سے، درد سے، گھبراہٹ سے، دکھلاوے سے، نشہ سے اور اللہ کے خوف سے۔ یہی وہ رونا ہے کہ اس کا ایک آنسو بھی آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بیشمار ارشادات ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی یاد میں اور اپنے گناہوں

بچوں کا صفحہ

اللہ کی یاد اور گناہوں کی فکر میں رونا کیمیا ہے

حاجی کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

پیارے بچو! کلام پاک احادیث اور بزرگوں کے واقعات میں اللہ پاک سے ڈرنے کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا گیا ہے اس کا احاطہ تو مشکل ہے لیکن مختصر طور پر اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ دین کے ہر کمال کا زینہ اللہ کا ڈر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حکمت کی جڑ اللہ کا خوف ہے حضرت ابن عمرؓ بہت رویا کرتے تھے یہاں تک کہ روتے روتے آنکھیں بھی بیکار ہو گئی تھیں کسی آدمی نے ایک دفعہ دیکھ لیا تو فرمانے لگے کہ میرے رونے پر تعجب کرتے ہو اللہ کے خوف سے سورج روتا ہے۔ ایک مرتبہ اور ایسا ہی قصہ پیش آیا تو فرمایا کہ اللہ کے خوف سے چاند روتا ہے۔ ایک دفعہ ایک نوجوان صحابیؓ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا۔ وہ قرآن شریف پڑھ رہے تھے پڑھتے پڑھتے اُن کے بدن کے بال کھڑے ہو گئے روتے روتے دم گھٹنے لگا اور کہہ رہے تھے کہ جس دن آسمان پھٹ جاویں گے (یعنی قیامت کے دن) میرا کیا حال ہو گا۔ ہائے میری بربادی، ہائے میری تباہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اس رونے کی وجہ سے فرشتے بھی رونے لگے۔ ایک انصاری نے تہجد پڑھی اور پھر بیٹھ کر بہت روئے کہتے تھے اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں، جہنم کی آگ سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آج فرشتوں کو رُلا دیا۔ عبداللہؓ بن رواحہ ایک صحابی رو رہے تھے اُن کی اس حالت کو دیکھ کر اُن کی بیوی بھی رونے لگی۔ پوچھا کہ تم کیوں روتی ہو کہنے لگی کہ جس وجہ سے تم روتے ہو۔ عبداللہؓ بن رواحہ نے کہا کہ میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ جہنم پر سے تو گذرنا ہی ہے نہ معلوم نجات ہو سکے گی یا وہیں رہ جاؤنگا۔ حضرت فضیل مشہور بزرگ ہیں کہتے ہیں کہ اللہ کا خوف ہر خیر کی طرف رہبری کرتا ہے۔ حضرت شبلی کے نام سے سب ہی واقف ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب بھی میں اللہ سے ڈرا ہوں اس کی وجہ سے مجھ پر حکمت اور عبرت کا ایسا دروازہ کھلا ہے جو اس سے پہلے نہیں کھُلا تھا۔ حدیث میں آیا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کرتا اور دو بےفکریاں نہیں دیتا اگر دنیا میں مجھ سے بےفکر رہے تو قیامت میں ڈراتا ہوں اور دنیا میں ڈرتا رہے تو آخرت میں بےفکری عطا کرتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے۔ اور جو غیراللہ سے ڈرتا ہے اس کو ہر چیز ڈراتی ہے یحییٰ بن معاذ کہتے ہیں کہ آدمی بیچارہ اگر جہنم سے اتنا ڈرنے لگے جتنا تنگدستی سے ڈرتا ہے تو سیدھا جنت میں جائے۔ ابو سلیمان دُرانی کہتے ہیں کہ جس دل سے اللہ کا خوف جاتا رہتا ہے وہ برباد ہو جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس آنکھ سے اللہ کے خوف کی وجہ سے ذرا سا آنسو خواہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو نکل کر چہرہ پر گرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس چہرے کو آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ جب مسلمان کا دل اللہ کے خوف سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔ دوسری جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف

(باقی صـــ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری G/ ۱۶۳۲۱ مؤرخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مؤرخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا